اسرار الصلوٰۃ

(تالیف)

و

رسالہ مرشدیہ

(ملفوظات)

واصل باللہ حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست کریم چکیؒ

جامع

اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین فرحتی البرکاتی عظیم آبادیؒ

خانقاہ منعمیہ قمریہ

میتن گھاٹ، پٹنہ سٹی (بہار) --8

اسرار الصلوٰۃ
(تالیف)
و
رسالہ مرشدیہ
(ملفوظات)

واصل باللہ حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست کریم چکی

جامع

اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین فرحتی البرکاتی عظیم آبادی

مقدمہ

حضرت سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی
سجادہ نشین، خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ، پٹنہ سٹی

اردو ترجمہ

احمد بدر

ناشر

خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ، پٹنہ سٹی--۸

ASRAR-US-SALAT

❁

RESALAH MURSHIDIYA

BY

Hazrat Hakeem **Shah Farhatullah** Kareemchaki

ISBN

نام کتاب : اسرار الصلوٰۃ و رسالہ مرشدیہ

سال اشاعت : 2016

تعداد : 500

مطبع : ارم پرنٹرس، لنگر ٹولی، پٹنہ-4

قیمت : 50

ملنے کے پتے : خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی - ۸

ای میل : hazrat.mitanghat@gmail.com

فیس بک : Khanqahmunemia

ویب سائٹ : www.khanqahmunemia.in

رابطہ : 0612-2640786

مقدمہ

حضرت سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی

سجادہ نشین، خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ، پٹنہ سٹی

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی (م۷۵۷ھ) کے بعد دہلی کے بجائے گلبرگہ (کرناٹک) اور مالدہ (بنگال) کو عظیم چشتی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور مالدہ سے واپس سلسلہ چشتیہ کی نسبت پھر ایک بار مغرب کی طرف پلٹی اور دو عظیم مراکز کچھوچھہ اور مانکپور میں قائم ہوئے۔

حضرت علاؤ الحق پنڈوی (م۸۰۰ھ) کے ممتاز ترین خلیفہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی (م۸۳۲ھ) نے کچھوچھہ شریف کو ایک عظیم مرکز بنایا تو ان کے صاحبزادے حضرت نور قطب عالم پنڈوی (م ۸۱۸ھ) کے ممتاز ترین خلیفہ حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری نے مانکپور کو چشتیہ سلسلہ کے حوالہ سے ایک زندہ مرکز بنا دیا۔

حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری (م۸۵۳ھ) ایک عظیم شیخ زمانہ اور مرشد نایاب ثابت ہوئے۔ وہ فاروقی النسب تھے ان کا نسب نامہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یوں جا ملتا ہے:

شیخ حسام الدین مانکپوری بن شیخ مولانا خواجہ خضر عرف خواجہ دانشمند بن شیخ عبد الرزاق بن شیخ اسمعیل بن شیخ جلال الدین بن شیخ برہان الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ وہاج الدین بن شیخ نظام الدین بن شیخ تاج الدین بن شیخ بہاء الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ نور الدین بن حضرت امیر عبد الرحمٰن بن حضرت امیر حسن بن حضرت عبد اللہ بن حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم۔

شیخ حسام الدین مانکپوری کی لائق اولاد صلبی اور خلفاء کے ذریعہ سلسلہ چشتیہ کو قبولیت اور مقبولیت کی نئی اونچائیاں نصیب ہوئیں اور تبلیغ و دعوت دین کے اہم کارنامے انجام دیئے گئے۔ شیخ حسام الدین مانکپوری نے مکاتیب کے ذریعہ بھی عرفان و احسان کا سبق عام فرمایا۔ ایک رسالہ 'انیس العاشقین' اور ملفوظات بھی آپ کی یادگار ہیں۔

شیخ حسام الدین مانکپوری کی اولاد میں ایک نامور شخصیت حضرت شیخ عبد الکریم مانکپوری قدس سرہ کی بھی نظر آتی ہے جنہوں نے اسفار و اقدام کے ذریعہ تبلیغ و دعوت کے حلقے کو وسیع فرمایا۔ شیخ پیر محمد (بانی، خانقاہ سلون یوپی) ان ہی کے خلیفہ تھے جن کے نامور خلیفہ و مجاز پٹنہ میں شیخ معز الدین کرجوی ہوئے جن کا تعلق بہار کے مشہور فریدی خاندان سے تھا اور ان کی خانقاہ کرجی میں مشہور زمانہ تھی۔ حضرت شیخ عبد الکریم مانکپوری کے ملفوظات حضرت عبد الستار مانکپوری نے 'مناقب کریمیہ' کے نام سے جمع فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ عبد الکریم مانکپوری کے بہار تشریف لانے اور مختلف علاقوں میں رشد و ہدایت کے مراکز قائم کرنے کے آثار ملتے ہیں۔ بطور خاص چھپرہ اور سیوان ضلعوں میں آپ کی سرگرمی کا ثبوت محلّہ کریم چک ہے جو گنگا کے کنارے چھپرہ کا ایک مشہور محلّہ ہے۔ یہ محلّہ آپ ہی کے نام سے مسمیٰ اور معروف ہے نہ صرف یہ کہ یہ محلّہ آپ کی یادگار ہے بلکہ عرصہ دراز تک یہاں آپ کی لائق اولاد اپنی لیاقت اور صلاحیت کی بنیاد پر پورے صوبے میں معزز ومکرم رہی۔

شیخ عبدالکریم حسامی فاروقی چشتی کا نسب نامہ اپنے جد اعلیٰ حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری سے یوں جاملتا ہے:

شیخ عبد الکریم حسامی فاروقی ابن شاہ سلطان ابن شیخ قاسم ابن شیخ احمد ابن شاہ نظام الدین عرف میران شہ ابن شاہ فیض اللہ قاضی شہ ابن شیخ حسام الدین مانکپوری۔ (بحر زخار)

اس خانوادے میں طبابت وحکمت کا ذوق سب سے نمایاں تھا اور ذوق تصوف اس پر مزید تھا۔ کریم چک اور اس کے اطراف کے کئی گاؤں میں اس خاندان کی زمینداریاں بھی پھیلی ہوئی تھیں۔ حاجی الحرمین حضرت شیخ عبد الکریم حسامی چشتی مانکپوری قدس سرہ کے پوتے حضرت عبد اللہ شہید فاروقی ابن شیخ عبد الحکیم خاندان کریم چک کے مشہور ومعروف مورث اعلیٰ ہوئے اور ان کی اولاد اور جزئیت میں اللہ تعالیٰ نے خوب برکت عطا فرمائی۔

حضرت شاہ عبدالکریم حسامی چشتی مانکپوری

شاہ عبدالحکیم

شاہ عبداللہ شہید

شاہ محمد افضل

حکیم شاہ فصیح اللہ | حکیم شاہ مسیح اللہ | حکیم شاہ عزت اللہ | دختر (زوجہ پیر نظر محمد)

حکیم شاہ عزت اللہ ← حکیم فرحت اللہ کریم چکی

حکیم شیخ مسیح اللہ کے ذریعہ اس فاروقی خاندان کو طبابت و حکمت کی پہچان نصیب ہوئی ، شیخ مسیح اللہ نے حکیم اکبر ارزانی دہلوی (مصنف طب اکبر) کے کسی شاگرد سے فن طبابت و علم حکمت حاصل کی تھی اور ان کی کامیاب طبابت نے انہیں چھپرہ سے شہر پٹنہ یعنی راجدھانی پہنچادیا تھا۔ پٹنہ سیٹی کے محلّہ مغل پورہ میں واقع حویلی عطا اشرف خاں میں ان کا مطب مشہور تھا۔ (اعیان وطن:۳۶۲)

ان کے دونوں بھائی شیخ فصیح اللہ اور شیخ عزت اللہ بھی علم حکمت وفن طبابت سے مزین تھے گویا اس خاندان کی شناخت ہی طبابت وحکمت کی ہوگئی تھی۔ ان تینوں بھائیوں کی ارادت وعقیدت کا رشتہ حضرت وارث رسولنما بنارسی قدس سرہ (۱۱۶۶ھ) اور ان کے خلیفہ حضرت شاہ عصمت اللہ عثمانی کہلپوری سے قائم تھا۔ ان تینوں بھائیوں کی اولاد میں حضرت حکیم شاہ عزت

اللہ کریم چکی کے صاحبزادے حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ کریم چکی کو سب سے زیادہ شہرت و بزرگی حاصل ہوئی۔

حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ کریم چکی کی ولادت کریم چک چھپرہ میں ۱۱۶۸ھ میں ہوئی۔ اپنے بزرگوں کے زیر نگرانی تعلیم و تربیت کا سلسلہ باضابطہ آگے بڑھا۔ علوم متداولہ کے ساتھ علم حکمت و طبابت کو بھی ورثہ میں ملے ذوق کے ساتھ آپ نے حاصل فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت مخدوم منعم پاکؒ (م۱۱۸۵ھ) کا شہرہ فیاضی بام عروج پر تھا۔

حکیم شاہ فرحت اللہ اپنے چچا حکیم مسیح اللہ کے مغلپورہ پٹنہ میں واقع مطب کی وجہ کر پٹنہ عظیم آباد آئے تو حضرت مخدوم منعم پاکؒ کی زیارت کا شوق اور بڑھ گیا چنانچہ آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ خانقاہ کی فضا نے آپ کو اس قدر متاثر کیا کہ نوجوان فاضل، سائل بن گیا اور یوں صدا لگائی:

> ''حضرت! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت نوازا ہے۔ آپ دونوں ہاتھوں سے فضل الٰہی تقسیم فرماتے ہیں۔ میں بھی ایک سائل ہوں لیکن میری حاجت یہ ہے کہ اگر میرے لئے حکمت بخشنے کا ارادہ فرمائیں تو حضرت لقمان کی مثال زندہ ہو جائے اور حکومت بخشا چاہیں تو حضرت سلیمان کی یاد تازہ ہو جائے۔''

حضرت مخدوم منعم پاکؒ نے نظر مبارک اٹھائی اور اس بلند حوصلہ سائل پر ایک نظر ڈالی، پھر فرمایا حسن علی (میرے مرید و خلیفہ) کے پاس جاؤ اور اپنا مدعا پیش کرو۔

ایسا سائل بہت کم پیدا ہوتا ہے اور جب پیدا ہوتا ہے کہ تو وہ اپنی مراد کے حصول کے لئے بے چین رہتا ہے کہ وہ کون سا دروازہ ہے جہاں سوال خالی نہیں جائے۔ صاحب خانہ نے اسے حضرت ذکریا علیہ السلام کی طرح محراب مریم کی طرف متوجہ کرا دیا۔

حضرت حکیم فرحت اللہ جذبہ شوق سے لبریز مخدوم شاہ حسن علیؒ کے حضور مسجد میر تقی میں حاضر ہوئے اور وہی صدائے درویش بلند کی۔ مخدوم حسن علی نے صدائے درویش کے جواب میں عطا و نوازش سے بھرپور اور قبولیت سے لبریز ایک نعرہ بلند فرمایا کہ سائل ہوش کھو بیٹھا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو حکیم فرحت اللہ والہانہ شوق کے ساتھ حضرت مخدوم حسن علی کے قدموں سے لپٹ گئے اور اس طرح ان کی تعلیم و تربیت طریقت کا آغاز ہوا۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی (م ۱۲۲۴ھ) کی خدمت میں حکیم فرحت اللہ کے جذب و شوق کو وہ تسکین ملی کہ ایک روز باضابطہ طور پر بیعت ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت مخدوم حسن علی نے تڑپ بڑھانے کے لئے توقف فرمایا تو حکیم صاحب نے اپنے والد ماجد حکیم شاہ عزت اللہ سے بھی اپنے ارادہ کو ظاہر فرمایا کہ میں حضرت مخدوم حسن علی سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ آپ کے ارادہ سے باخبر ہو کر والد ماجد یوں گویا ہوئے۔

''یہ بہت اچھا ہے کہ تم ابوالعلائی نعمت کے طالب صادق ہو لیکن میری خواہش یہ تھی کہ بیعت اگر مجھ سے ہوتے تو بہتر ہوتا اور اگر تم کسی اور سے بیعت ہونا چاہتے ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن طریقہ

قادریہ ہی میں ہونا۔''

حکیم فرحت اللہ نے والد ماجد کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کیا:

''میرا اعتقاد تو مخدوم حسن علی کے دست مبارک پر سلسلہ فردوسیہ میں ہے۔''

پھر جب مخدوم حسن علی کا ہاتھ حکیم فرحت اللہ نے بیعت کی نیت سے پکڑا تو جو کچھ واقع ہوا، اسے صاحب 'کیفیت العارفین' یوں بیان کرتے ہیں:

''اس وقت حضرت حکیم شاہ عزت اللہ کریم چکی نے اپنی خواہش کے مطابق بیٹے کو قادریہ سلسلہ میں داخل کرانے کے لئے حضور غوث پاک کے جناب میں مدد چاہی۔ بارگاہ غوثیت مآب سے توجہ ہوئی اور سرکار غوث پاک کی روح پاک بطور صورت مثالی اس موقعہ پر تشریف فرما ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ حسن علی، اس کی بیعت میرے سلسلہ میں قبول کرو۔ چنانچہ حضرت مخدوم حسن علی نے پھر ایک بار نوجوان طالب صادق حکیم فرحت اللہ سے پوچھا۔ کیا کہتے ہو۔ حکیم شاہ فرحت اللہ نے عرض کیا کہ سلسلہ فردوسیہ میں حضور۔ یہ سن کر حضرت مخدوم حسن علی لمحہ بھر کو ٹھٹھکے ہی تھے کہ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کی روح پاک کی تشریف آوری یہ کہتے ہوئے ہوئی کہ حضرت غوث الاعظم کے ارشاد کے باوجود تاخیر کیسی؟ حضرت مخدوم حسن علی نے ساری کیفیت بیان فرمادی کی بیعت ہونے والا سلسلہ فردوسیہ کی طلب

رکھتا ہے اور حکم قادریہ سلسلہ کا ہے۔ بہتر ہے کہ مجھ فقیر کے بجائے آپ دونوں ہی اس کام کو انجام دیں۔

چنانچہ حکیم صاحب کی بیعت اس طرح ہوئی کہ پیر و مرشد کے ہاتھ پر مخدوم جہاں کا بھی ہاتھ رہا اور پیران پیر کا بھی۔

حکیم فرحت اللہ کو اپنے مرشد کے بغیر چین نہ تھا اور حضرت مخدوم حسن علی بھی آپ کو بے حد عزیز رکھتے۔ جب کبھی نگاہوں سے دور اپنے وطن چھرہ تشریف لے جاتے تو مسلسل خط لکھ کر اپنا احوال مرشد کے حضور بھیجتے رہتے اور مرشد ہر خط کا جواب مکتوبی ارسال فرماتے رہتے اور اگر کبھی مکتوبات کے آنے جانے میں تاخیر ہوتی تو دونوں بے چین ہو اٹھتے۔ حکیم فرحت اللہ خود کو حسن دوست کہلانے میں دولت دارین محسوس کرتے تو پیر و مرشد بھی آپ کو حسن دوست ہی لکھتے۔

ان مکتوبات میں حضرت مخدوم شاہ حسن علی ان کو بے پناہ شفقت و محبت سے کچھ اس طرح یاد فرماتے رہتے:

فرزندم، نور چشم، شاہ حسن دوست، برخوردار من، بابا جان من، برخوردار میاں شاہ فرحت اللہ سلمہ، مرضی شناسا مزاج دان من، نور دیدہ من، عزیز دلہا، فرزند من جان من وغیرہ

کاش حکیم فرحت اللہ کے بھی کچھ مکتوبات مل جاتے جو انہوں نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ارسال کیے تھے تو اس وفور شوق کا اندازہ ہوتا جو اس جواں سال مرید کے قلب مطہر میں اپنے پیر و مرشد کے لئے رہا ہوگا۔

اب تک کل ۱۰۲ (ایک سو دو) مکاتیب ملے ہیں جو حضرت مخدوم شاہ حسن علی نے حکیم شاہ فرحت اللہ کریم چکی کے نام لکھے تھے۔ ان میں ۱۰۱ کی زبان فارسی ہے اور ایک مکتوب بزبان اردو بھی ہے۔ یہ قیمتی مکاتیب پہلی بار ڈاکٹر حافظ رضوان اللہ صاحب آروی کے اردو ترجمے کی شکل میں خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ سے ۲۰۱۴ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

ان مکاتیب کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم حسن علی بحیثیت پیر و مرشد، اپنے زیر تربیت مرید کی زبردست علمی و عرفانی، دینی و روحانی رہنمائی فرماتے اور اس دوران جہاں ایک طرف مرشد روحانی کا لب و لہجہ لقمۂ تر کا ذائقہ محسوس کراتا وہیں مرید کو ہر خطرۂ ظاہر و باطن سے بچانے کے لئے شیر کی نگاہ والی صفت بھی رکھتا۔ مخدوم حسن علی کی تربیت نے حکیم فرحت اللہ کو علم ظاہری میں بھی باکمال بنایا اور شریعت کی پابندی و پاسداری میں بھی چاق و چوبند فرمایا۔ ہوائے نفس کے خطرات و وساوس سے بھی خوب اچھی طرح واقف کرایا۔

حکیم فرحت اللہ اپنے محبوب ترین پیر و مرشد کی خدمت میں اکرم و مکرم بنتے چلے گئے اور کرامت کا صحیح مفہوم بھی سمجھتے چلے گئے اسی ضمن میں ایک موقع پر مکاتیب کے آمد و رفت کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

حکیم شاہ فرحت اللہ کو اپنے حضور آنے والے جسمانی مریضوں کی صحت یابی اور شفایابی کی فکر بھی ستاتی رہتی ہے اور وہ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ دوا اور شفا کے درمیان حکم الٰہی اور مرضئ الٰہی کی جگہ ہے۔ چنانچہ اپنے پیر و

مرشد کی خدمت میں یہ عریضہ ارسال فرماتے ہیں:

''حضرت دعا فرمائیں کہ میرے پاس علاج کے لئے جو مریض آئے وہ میرے علاج سے شفایاب ہو جائے لقمہ اجل نہ بنے۔''

مرشد نے جواباً لکھا:

''علاج کرنے سے پہلے لوح محفوظ دیکھ لیا کرو۔ اگر اس کی زندگی باقی ہو تو علاج کرو، ورنہ علاج سے پرہیز کرو۔''

مرید کے عروج روحانی کی اس سے بڑی سند اور کیا ہوگی کہ پیر خود تحریر کرے کہ لوح محفوظ دیکھ لیا کرو۔ لیکن جیسی تربیت سے پختگی پیدا کرائی گئی ہے اس کے نتیجے میں اس راہ کے بت وزنار اچھی طرح واضح ہو گئے ہیں چنانچہ اس امتحان میں حضرت حکیم فرحت اللہ یوں کامیاب ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ پیر و مرشد کی بارگاہ میں پھر لکھتے ہیں:

''حضور کی خدمت میں یہ خاکسار برہمن نہیں بنا کہ پترا دیکھ کر عمل کرے۔''

تب حضرت مخدوم حسن علی نے جواباً یہ قسمت ساز ارشاد تحریر فرمایا:

''جان من۔ جس کی زندگی ہوگی وہی تم تک پہنچ پائے گا اور جس کے لئے فیصلہ موت کا ہو چکا ہوگا وہ تم تک پہنچ ہی نہیں سکے گا۔''

چنانچہ یہی حال آپ کی خدمت میں شب و روز مشاہدہ کیا جاتا رہا۔ جو مریض آپ تک پہنچ جاتا اسے بفضلہٖ تعالیٰ شفا نصیب ہو جاتی تھی۔ آپ کی ایک نظر کیمیا اثر کا پڑ جانا صحت و سلامتی کے حصول کے لئے بار بار کا آزمودہ نسخہ تھا۔

حضرت شمس تبریز و مولینا روم، خواجہ نظام الدین اولیا و امیر خسرو اور

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری ومولانا مظفر بلخی کی پاکیزہ مثالیں ،آپ کے اپنے پیر ومرشد سے والہانہ عقیدت ومحبت کو دیکھ کر بہر خوبی تازہ ہو جاتی تھیں ۔ اپنے لباس اور وضع وقطع میں آپ اپنے شیخ کے مکمل متبع تھے۔ چنانچہ صاحب کیفیت العارفین لکھتے ہیں:

وضع شریف آزادانہ بود۔ کفنہ و ازار باتسمہ چرم و کلاہ جعفری در لباس بود۔

یہ لباس بھی پیر ومرشد نے ہی آپ کے لئے تیار کرا کر ارسال فرمایا تھا۔

حضرت مخدوم حسن علی نے حکیم فرحت اللہ کریم چکی کی تکمیل کے بعد نہ صرف مثال اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا بلکہ انہیں اپنا جانشیں بھی نامزد فرمایا۔ حضرت حکیم فرحت اللہ کریم چکی اپنے پیر ومرشد کے حکم سے ان کی حیات میں ہی سجادۂ رشد وہدایت پر بیٹھے اور طالبین وسالکین کو راہ حق دکھانے لگے۔ ایک زمانہ آپ سے فیضیاب ہوا۔ کشف وکرامات کے اظہار سے پرہیز واجتناب ہمیشہ ملحوظ خاطر رہتا لیکن ہر روز اللہ تعالیٰ آپ کی ذات وصفات سے اپنے بندوں کو یوں نوازتا کہ کرامت اولیا پر ایمان تازہ ہو جاتا۔

منشی عنایت حسین صاحب (آپ کے خواہر زادے اور مسترشد) گورکھپور (اتر پردیش) میں حاکم وقت کے یہاں تدریس کا شغل رکھتے تھے۔ ایک روز حاکم وقت دوران درس ایک عبارت کی تفہیم میں پریشانی محسوس کرنے لگا، منشی صاحب نے اپنے طور پر مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی لیکن معنی اور الجھ گیا۔ حاکم وقت گو کہ زانوئے تلمذ تہہ کر رہا تھا لیکن حاکمانہ مزاج کی وجہ سے

سختی کی جانب مائل ہوا تو منشی صاحب نے اپنے مرشد حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ کو یاد فرمایا۔ حضرت حکیم صاحب اس وقت چھپرہ (بہار) میں تشریف فرما تھے۔ اسی وقت بصورت مثالی تشریف فرما ہوئے اور زیر درس صفحہ کا باضابطہ درس دیا اور اس کے معنی و مفہوم کو خوب اچھی طرح واضح فرما کر نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ یہ تشریف آوری ورخصتی صرف احساس کی حد تک نہیں تھی بلکہ زیر درس حاکم وقت نے بھی اپنی انکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ ایک درویش، کاندھے کالی کملیا ڈالے آئے اور منشی جی کو مفہوم و معنی واضح کر گئے چنانچہ اس حاکم وقت نے حضرت کے غائب ہوتے ہی خادموں کو ادھر ادھر دوڑایا کہ انہیں تلاش کریں لیکن کچھ اتا پتا نہ چلا۔ اس نے منشی جی سے جب حقیقت جاننا چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ہمارے مرشد ہیں اور میری فریاد سن کر مفہوم واضح کر گئے۔

آپ بے پناہ قوت باطن کے مالک تھے اور آپ کی نگاہ باطن بھی بڑی پرتاثیر تھی۔ اپنے محبوب شیخ سے آپ کی تربیت غیبت اور حضوری دونوں طرح ہوئی تھی اور آپ خود بھی ظاہری و باطنی (قریب و دور) دونوں طریقے سے اپنے مریدین کی تربیت و رہنمائی فرماتے تھے۔ آپ اپنے صحبت یافتہ کی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اس کے عروج باطن اور ترقی راہ سلوک کا لحاظ کرتے ہوئے توجہ قلبی اور توجہ عینی سے نوازتے اور کبھی کبھی جادۂ صد سالہ کو اپنی نظر عنایت سے بہ آہے گاہے طے فرما دیتے، چنانچہ اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ (م ۱۲۵۵ھ) فرماتے ہیں:

''ایک بار چھپرہ سے عظیم آباد پٹنہ کا سفر بذریعہ کشتی آپ کی رفاقت میں طے کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ سفر ایک روز سے کچھ کم کا تھا۔ دوران سفر حضرت مرشد نے مجھ پر بڑی مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی بلکہ اس روز مجھ پر آپ نے چالیس توجہ ڈالی۔''

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادے عنایت فرمائے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست کریم چکی

شیخ قمر علی — حکیم مظہر حسین — حافظ شمس الدین — حکیم سعادت علی

(لاولد)

شیخ خیراتی — شیخ علی حسین

مظفر حسین — مرتضیٰ حسین — اظہار حسن

دختر زوجہ (منشی قاسم علی) — حکیم خورشید حسین — دختر زوجہ (منشی قاسم علی) — دختر زوجہ (حکیم شاہ مہدی حسن)

فرحت حسن بوا صاحب
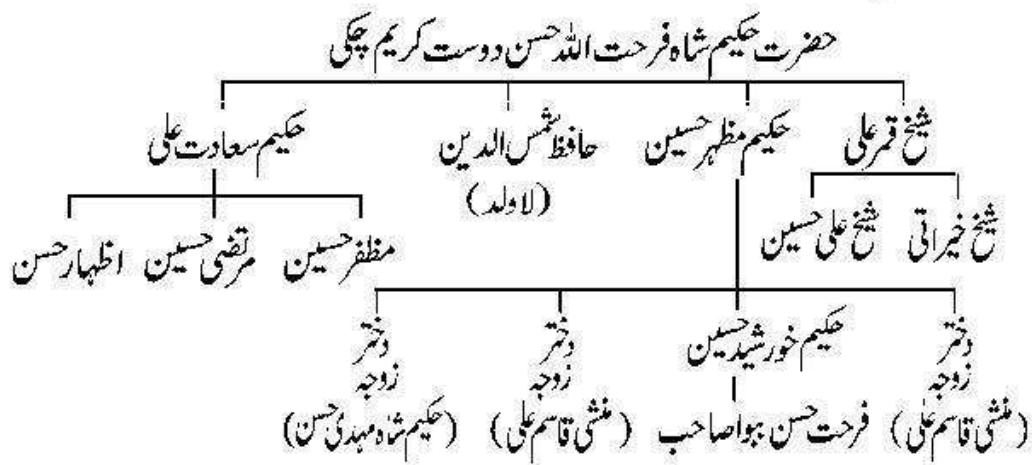
آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ قمر علی کا انتقال آپ کے روبرو ہو گیا تھا۔ چنانچہ ایک بار آپ داناپور تشریف لے گئے اور حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری (مرید وخلیفہ حضرت مخدوم منعم پاکؒ) سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ وہ خود آپ کے مرشد کے پیر بھائی بھی تھے اور ان کے صاحبزادے حضرت سید شاہ سلطان احمد داناپوری آپ کے پیر بھائی تھے اور آپ سے خانوادۂ شاہ ٹولی داناپور اور بالخصوص حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری کے سگے چھوٹے بھائی حضرت سید شاہ شمس الدین حسین داناپوری سے تعلقات بڑے مخلصانہ اور دیرینہ تھے۔ اس ملاقات میں ان کے صاحبزادے حضرت میر قمر الدین حسین،

آپ کے خدمت میں مصروف رہے تو دوران گفتگو حضرت حکیم صاحب نے حضرت سید شاہ شمس الدین حسین داناپوری سے فرمایا:

"آپ کے بڑے بیٹے برخوردار قمر الدین حسین میں باطنی صلاحیت خوب ہے۔ اگر اس فقیر کی صحبت اختیار کریں تو کچھ ہی عرصہ میں باطنی کمالات تک پہنچ جائیں۔"

والد ماجد نے آپ کے یہ کلمات جب صاحبزادے کو سنائے تو حضرت میر قمر الدین بے پناہ عقیدت و محبت کے ساتھ حضرت حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر اسی سفر میں آپ ہی کے ہمراہ داناپور سے چھپرہ چلے آئے اور تربیت باطن کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت حکیم فرحت اللہ کی خاص نظر شفقت اور مرحمت حضرت میر قمر الدین حسین پر یوں رہتی کہ اپنے بڑے بیٹے کی طرح تربیت فرماتے اور محبوب رکھتے۔ حضرت میر قمر الدین بھی آپ سے اخذ فیضان پر ہمیشہ مستعد و مستحضر رہتے۔

حضرت حکیم فرحت اللہ کریم چکی، تاحیات، اعلیٰ حضرت کو اس طرح اخراجات کے لئے جیب خرچ دیتے رہے جس طرح اپنے دوسرے صاحبزادوں کو عطا فرماتے اور اعلیٰ حضرت میر قمر الدین حسین (جامع ملفوظات رسالہ مرشدیہ) بھی اپنی ضرورتیں اسی رقم تبرک سے پوری فرماتے رہے۔

آپ کے پیر و مرشد حضرت مخدوم شاہ حسن علی کے پہلے عرس کے موقعہ (۱۲۲۵ھ) پر آپ پٹنہ تشریف لائے اور اپنے پیر و مرشد کا عرس خواجہ کلاں میں انجام دے کر واپس ہوئے۔ چند ماہ اور گذرے شعبان کا مہینہ آیا تو فرمانے لگے:

''اب میری رحلت قریب معلوم ہوتی ہے۔ چاہتا ہوں کہ مظفر پور جاؤں اور اپنے پیر و مرشد کی وصیت کے مطابق بھائی سلطان احمد (داناپوری) کی تکمیل تعلیم کے لئے سینہ بسینہ، گوش بگوش والا طریقہ بھی انجام دے دوں۔''

ان دنوں حضرت شاہ سلطان احمد داناپوری (والد ماجد حضرت سید شاہ عطا حسین فانیؔ داناپوری ثم گیاوی) مظفر پور میں ناظر کے عہدے پر فائز تھے۔ چنانچہ اسباب سفر درست کئے گئے اور جب سواری کی روانگی کا وقت ہوا تو قصبہ کھجوہ (سیوان) سے یہ خبر آ گئی کہ آپ کی بڑی ہمشیرہ کے داماد ایک مہلک مرض میں گرفتار ہوگئے ہیں اور سب آپ کی آمد کے محتاج و امیدوار ہیں کہ آپ فوراً آئیں اور علاج فرمائیں۔ حضرت یہ خبر سن کر افسوس فرمانے لگے اور کہنے لگے کہ بھائی سلطان سے اب ملاقات نہیں ہوگی۔ اسی وقت بذریعہ سواری بجائے مظفر پور کے کھجوہ روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ مریض حالت استسقاء میں بھیگ چکا ہے اور آثار زندگی ندارد ہیں۔ آپ نے اپنی ہمشیرہ سے فرمایا کہ اس کا مرض اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اگر اسے سلب کرنے اور کھینچنے کی کوشش کی جائے تو خود اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ ہمشیرہ اور اصرار کرنے لگیں کہ کچھ تو ترکیب کرو کہ اس کی زندگی بچ جائے چنانچہ حضرت نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور مریض کو اپنے سامنے بیٹھا کر باندازِ خاص ایک توجہ (توجہ سلبی) ڈالی اور دیکھتے دیکھتے مہلک مرض کو، جو آخری حد پار کر چکا تھا سلب فرمالیا۔ مریض دیکھتے دیکھتے صحیح و تندرست ہوگیا اور وہی عارضہ اسی وقت حضرت نے پورے زور کے ساتھ عود کر آیا۔ آپ نے اسی

حالت میں ارشاد فرمایا کہ ''میں نے اپنی بقیہ عمر اس کو بخشی'' پھر وصیت فرمائی کہ جب تک میرے بیٹے عزیزی مظہر حسین چھپرہ سے نہیں آجاتے تب تک میری میت کی ہرگز تدفین نہ کی جائے۔ یہ سن کر کھجوہ کے مشہور رئیس دیوان ناصر علی جو آپ کے ہمزلف کے صاحبزادے تھے، آپ کی خدمت میں عرض گذار ہوئے کہ ''حضرت قبر مبارک یہیں بنے تو عام لوگوں کو زیارت کا زیادہ موقع ملے حضرت نے فرمایا دیکھنا یہ ہے کہ مظہر حسین (میرے ولی) کی خواہش کیا ہے؟

یہ سب واقعہ ۹ شعبان ۱۲۲۵ھ کے دن کا ہے۔ جب رات ہوگئی تو آپ نے اسی تکالیف و عارضہ میں نماز عشاء ادا فرمائی اور پھر چادر اپنے روئے انور پر ڈال کر کلمۂ شہادت پڑھا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

دس شعبان کو حضرت شاہ مظہر حسین کھجوہ پہنچے اور آپ کا جنازہ چھپرہ لایا گیا اور کریم چک میں تدفین ہوئی۔ آج بھی آپ کا بافیض آستانہ کریم چک چھپرہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

قاضی محمد اسمعیل قدیمی نے اخبار الاولیا میں مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ نقل فرمایا ہے :

چونکہ امام دین شہ عالی | شاہ حسن دوست عاشق مولا
شد بلقای ربّی واصل | ہمچو کہ برسد قطرہ بدریا
طایر روحش قفس تن را | بشکست و بپرید بعلا
سال وصالش رامی جستم | گشت ازان حضرت بمن القا
قال امیر المومنین حیدر | فزت و برب الکعبۃ ابدا

۱۲۲۵ھ

آپ نے بڑے اخفائے حال اور گوشہ نشینی کے ساتھ رشد وہدایت کا

فریضہ انجام دیا۔ طبابت کے پردے میں خلق اللہ کی خدمت کے بہانے اگر کوئی صاحب استعداد و صلاحیت نظر آتا تو اس پر محنت فرماتے اور مرتبہ کمال تک پہنچا دیتے۔ اپنے شیخ کی طرح راہ طریقت کے لئے شریعت کی پابندی کو لازم بتاتے اور علم ظاہر کے بغیر ترقی راہ سلوک کو مشکل سمجھاتے، اخلاق کی پاکیزگی اور کردار کی بلندی کو اس راہ میں فرض قرار دیتے۔ آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی مشہور خلفاء مندرجہ ذیل ہیں:

۱. اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی (م ۱۲۵۴ھ)
جامع ملفوظات، رسالہ مرشدیہ

۲. حضرت حکیم شاہ مظہر حسین کریم چکی، صاحبزادہ وسجادہ (م ۱۲۷۱ھ)

۳. حضرت شاہ فضل علی (خواہر زادہ)

۴. منشی شیخ عنایت حسین (خواہر زادہ)

حضرت سید شاہ فرید الدین احمد داناپوری (ابن حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری، م ۱۲۵۴ھ) بھی آپ کے مسترشد تھے اور مریدین میں حکیم جواد علی صاحب مرحوم بھی تھے جو فن طبابت میں بھی آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے صرف دو خلفاء کے ذریعہ آپ کا سلسلہ عظیم الشان وسعت پا گیا۔ ایک اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین اور دوسرے آپ کے بلند اقبال صاحبزادے اور جانشیں حضرت حکیم شاہ مظہر حسین کریم چکی۔

راہ سلوک طے کراتے ہوئے کبھی کبھی آپ ہدایت و رہبری کے لئے قلمی خدمت بھی انجام دیتے۔ کبھی اس میں سالک کے لئے ضروری اور غیر

ضروری، مفید اور ضار کی تشریح ہوتی اور کبھی کسی عقدۂ لاینحل کا حل ہوتا یا کسی آیت کی تشریح چنانچہ آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات کے قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔

۱. اسرار الصلوۃ: بزبان فارسی یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں نماز کے اسرار اور اس کے ارکان کی حکمتوں کو بیان فرمایا ہے۔ جس کے بار بار مطالعہ کی روشنی میں ایک سالک اپنی نماز کے لطف کو پہلے سے سوا اور اس کے فوائد کو بیش بہا پاتا ہے۔ اس رسالہ کا اردو ترجمہ پہلی بار خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔

۲. مظہر الاسرار: بزبان فارسی یہ ایک ایسا رسالہ ہے جسے آپ نے اپنے صاجبزادے حضرت حکیم شاہ مظہر حسین کو راہ سلوک طے کراتے ہوئے، ان کی تربیت و رہنمائی کے لئے تالیف فرمایا تھا۔ اس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

> نحمده و نستعينه و نصلی ....اما بعد ایں نسخه رابه پاس خاطرطالبان صادق...خصو صاً به پاس خاطر فرزندی و قرة عینی ، ولدی صالحی مظهر حسین......

یہ خاص تعلیمی رسالہ ہے جس میں بڑی محبت و شفقت کے ساتھ یا ولدی۔ یا ولدی۔ فرزند من کے تخاطب کے ساتھ راہ عرفان کی منزلوں کو سمجھا تے اور بتاتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہیں۔

اس رسالہ کا ایک خاص عنوان حقیقت محمد یہ ہے جسے بڑی خوبصورتی

کے ساتھ واضح فرمایا ہے۔انھوں نے یہ رسالہ اپنے مرشد حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کی حیات میں تالیف فرمایا۔اس رسالہ سے اس نصاب کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو سلسلہ ابوالعلائیہ میں راہ سلوک کی ترقی کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ بھی زیر ترجمہ ہے عنقریب خانقاہ منعمیہ اسے شائع کرنے کا شرف حاصل کرے گی۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ۔

۳. رسالہ در شرح آیت قطبین: یہ رسالہ دراصل ایک طویل مکتوب ہے جسے حضرت حکیم فرحت اللہ حسن دوست کریم چکی نے اپنے صاحبزادے حکیم شاہ مظہر حسین کے نام لکھا ہے اور اس میں قرآن کریم کی دو آیتوں کی تشریح و توضیح نیز راہ سلوک کے آداب و اطوار کے حوالہ سے بے حد مفید گفتگو کی گئی ہے۔اس کے دو قلمی نسخے خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

۴. مکاتیب: خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ میں دست خاص کے نوشتہ مکاتیب حضرت سید شاہ سلطان احمد داناپوری، اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ اور دیگر عزیزوں کے نام موجود ہیں جن میں ایک سرورق کی زینت ہے۔

اسرار الصلوۃ کے تین قلمی نسخے خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہیں:

۱. اسرار الصلوۃ - (۴ق) کاتب- نعیم الدین حسین

۲. اسرار الصلوۃ - (۳ق) کاتب- سید شاہ فدا حسین ابو العلائی منعمی الفیاضی عظیم آبادی - سن کتابت ۱۳۳۸ھ

۳. اسرار الصلوۃ - (۷ق) کاتب- خدابخش۔

اسرار الصلوۃ کا نسخہ کتب خانہ خانقاہ بلخیہ فردوسیہ فتوحہ اور ندوہ میں بھی موجود ہے۔ نسخہ فتوحہ کے کاتب حضرت سید شاہ غلام مظفر بلخی ہیں لیکن سن کتابت درج نہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ مختلف علمی خانوادوں کے ذاتی ذخیروں میں اور بطور خاص منعمی ابوالعلائی خانقاہوں اور خانوادوں میں اس کے اور بھی قلمی نسخے موجود ہوں۔ ان چاروں خطی نسخوں میں تطابق متن کے دوران کوئی بڑا فرق یا قابل تذکرہ اختلاف نظر نہیں آیا۔

مشائخ صوفیہ شریعت کے اسرار و حکم پر سب سے زیادہ غور و فکر کرنے والے نظر آتے ہیں۔ احکام شریعت کی حکمتوں پر ان کی تصانیف میں کافی مواد ملتا ہے۔ بعض نے ارکان شریعت کے اسرار پر الگ الگ رسائل بھی تالیف فرمائے۔ اسی قبیل کا ایک عنوان اسرار الصلوۃ بھی ہے۔ اس نام سے کئی کاوشیں ملتی ہیں۔ شیخ بوعلی سینا کا بھی ایک رسالہ اسرار ماھیت الصلوٰۃ کے نام سے ملتا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ بلخیہ میں موجود تھا۔ ایک اطلاع کے مطابق شیخ بوعلی سینا کا یہ رسالہ بھی اسرار الصلوۃ کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ ابن قیم اور ابن رجب کے بھی اسی عنوان سے عربی رسائل ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان و پاکستان کے دوسرے مشائخ کے بھی اسی نام سے رسائل ملتے ہیں لیکن زیر تحقیق و زیر طبع یہ رسالہ بالاتفاق حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ مخاطب بہ حسن دوست کا ہے۔

رسالہ مرشدیہ کے بھی دو قلمی نسخے خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

۱. رسالہ مرشدیہ۔(۴ق)۔کاتب سید شاہ فدا حسین منعمی الفیاضی

۲. رسالہ مرشدیہ۔(۷ق)۔کاتب سید شاہ عزیز الدین حسین منعمی

رسالہ مرشدیہ کا ایک نسخہ خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی کے کتب خانے میں بھی ہےاور متن کی تحقیق میں اس نسخے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ رام ساگر گیا میں بھی دستور العمل کے نام سے اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔قیاس اغلب ہے کہ اسرار الصلوۃ کی طرح اس کے نسخے بھی متعدد ذاتی ذخیروں میں موجود ہوں گے۔اس کے مختلف نسخوں پر ایک نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جامع ملفوظات نے یہ التزام فرمایا تھا کہ جیسے جیسے پیر ومرشد کی تحریریں ملتی جائیں اسے شامل رسالہ کیا جاتا رہے۔

تینوں نسخوں کے متون کا تطابق کسی ایسے اختلاف سے خالی ہے جو قابل تذکرہ ہو۔اس ملفوظ کے جامع اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین فرحتی البرکاتی عظیم آبادی (م ۱۲۵۵ھ) ہیں جنھوں نے فایض البرکات کے نام سے حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات ابوالعلائی کے ملفوظات اور حضرت مخدوم شاہ حسن علی منعمی قدس سرہ کے ملفوظات بھی جمع فرمائے ہیں۔ان دونوں کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

خانقاہ منعمیہ کی تحقیقاتی واشاعتی کوششوں کے تحت درج ذیل تصانیف پر سلسلہ وار کام جاری ہے۔حضرت غوث پاک کے رسالہ صمدیہ اور اس کی شرح فردیہ، حضرت شیخ جمال الدین موسیٰ کی اوراد قادریہ، حضرت مخدوم جہاں کے اسباب النجاۃ لفرقۃ العصاۃ، گنج لایفنی، حضرت دیوان ابوسعید جعفر محمد قادری کی اوراد مجاہدات الصوفیہ، آداب المحققین، حضرت سیدنا امیر ابوالعلا

کے مکاتیب، حضرت مخدوم منعم پاک کے الہامات منعمی، مکاشفات منعمی و مشاہدات منعمی، حضرت عشق کے امواج البحار فی سر الانہار، حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ کریم چکی کے مظہر الاسرار، شرح آیت قطبین، حضرت حکیم شاہ مظہر حسین کریم چکی کے مکاتیب، حضرت سید شاہ عطا حسین فانیؔ کی کیفیت العارفین، مولود شرفی، ملفوظ عطائی، معمولات اشرف، حضرت شاہ محمد قاسم داناپوری کی انوار قمریہ، حضرت شاہ عبدالحئی چاٹگامی کی تحقیق الاضابیر فی سماع المزامیر، اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین منعمی کی جواہر الانوار، شرح رباعیات جامی، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی منعمی پھلواروی کی مواطن التنزیل وغیرہ۔ اس سے قبل قاضی اسمعیل قدیمی کی اخبار الاولیا، اعلیٰ حضرت میر قمر الدین حسین کے ملفوظات اسرار قمریہ، حضرت مخدوم جہاں کی اوراد شرفی، حضرت خواجہ ابوالبرکات ابوالعلائی کے ملفوظات فائض البرکات اور حضرت مخدوم حسن علی کے مکتوبات وغیرہ کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

رسالہ مرشدیہ اور اسرار الصلوۃ کے ترجمے کے لئے ہم اخی المعظم پروفیسر احمد بدر (استاذ شعبۂ اردو کریم سٹی کالج جمشید پور) کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود اس کے لئے وقت نکالا اور خدمت انجام دی۔ انہوں نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ فارسی متن کی اشاعت کو بھی ممکن بنایا۔

امید قوی ہے کہ یہ اشاعت صالح معاشرے کی تشکیل میں معاون ہوگی اور صالح مطالعہ کے ذوق کی تسکین کا باعث ہوگی۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ۔

رسالہ

اسرار الصلوٰۃ

من ارشاد

جناب حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ کریم چکی قدس سرہٗ

اسرار الصلوٰۃ

نماز را درياب۔ نماز بر هشت نوعست۔

يكى نماز زاهدان كه عبادت صرف مثل عادات و ديگر ازان جز فعل عبادت چيزے حاصل نيست و **دويم** نماز عابدان كه دران فائدۂ عبادت است و ياد او تعالىٰ است ليكن فائدۂ عرفان ميسرنه۔ علاوه ازين دو وجود يكى معبود ديگر عبدغيريت درميان باقيست۔ **سويم** نماز عارفان كه عرفان معبود و كيفيت نماز و اسرار ازان حاصل آيد۔ **چهارم** نماز عاشقان كه ازان رضاى محبوب و فناى هستيِ ظاهر و باطن حاصل آيد۔ **پنجم** نماز بلحاظ كنت كنزاً مخفيا از قيام و ركوع و سجود و قعود۔ **ششم** نماز بلحاظ مرتبۂ احديت و وحدت و واحديت در قيام و ركوع و سجود۔ **هفتم** نماز بلحاظ قيام به سدرة المنتهىٰ و ركوع بصورت عرش و تسبيح آن و سجود بلحاظ مقام كرسى ملاء اعلىٰ و تسبيح آن و قعود بلحاظ لوح محفوظ و فرشتگان كه همراه مصلى كراماً كاتبين اند۔

حالا صورت اكتساب نماز بيان ميكند۔ نماز عابد و زاهد را بيان ضرور نيست۔

نماز عارف چون عارف وجود واحد معبود حقيقى راخواه بطور وحدت وجود خواه بطور وحدت شهود شناخت براى عرفان خويش عبادت ادا ميكند كه عرفان ذات و صفات و

افعال مجملاً و مفصلاً می نماید در خویش و غیر خویش در حالت فُرادا که مرتبۂ فردیت است و در جماعت که مرتبۂ کثرت است و کیفیت صلوٰۃ که فی الحقیقیت تواصلِ مرتبۂ عبدیت با مرتبۂ ربوبیت است حاصل ازان می کند و اسرار صلوٰۃ از قیام و رکوع و سجود و قعود می نماید و نماز را او تعالیٰ شانۂ فرض و افضل عبادت گردانیدبر بندگان خویش۔

چرا که درین عبادت، عبادتِ همه مخلوقات میسر است۔ و جمله موجودات عالم شهود سه اند۔ حیوانات و نباتات و جمادات ۔و مخلوقات علوی فرشتگان اند وغیره که معروف و مشهور اند۔ همه ها در عبادت الٰهی اند چنانچه قیام صورت نباتات است و رکوع صورت حیوانات است و سجود و قعود صورت جمادات است۔ و دگر فرشتگان اکثری بر قیام اند و اکثری بر رکوع و اکثری در سجود و اکثری در قعودبنا بر افضل از عباداتها گردید که همه عبادت درین ادا می شود۔

و فرضیت برای تواصل مرتبۂ عبدیت با ربوبیت شد و سالک چون سالک عارف که عبارت از راه روندۂ عرفان است۔ پس راه رفتن نمی شود۔مگر بقیام بنا بر اول مرتبه قیام گردید و در قیام صورت عظمت ظاهر و راه رونده چون ازطرف منازل عبدیت که مرتبۂ ربوبیت می رسیدو از کثرت مجاهده و ریاضت که مقتضای راه رفتگی است راکع میشود و رکوع

نمود۔ و ازالۂ عظمت عبدیتِ خویش که در قیام حاصل می شد در رکوع نموده به تسبیح سبحان ربی العظیم مشغول گردید چون عظمت نیست مگر او سبحانهٔ تعالیٰ را باز از ریاضت و مجاهده از رکوع فراغ کرده راحت حاصل نموده قیام دیگر نمود و مستعد راه عرفان گردیدو برای همین درین مقام سبحان ربّی العظیم گفته و سبحان ربّی الاعلیٰ نگفته که این تسبیح عرش است و عرفانِ عرش خاص می نماید۔ و سالک صورت عرش گرفته بتسبیح او ذاکر است۔ باز صورت سجود کرد

و سجده که دو بار می نماید۔ یکے سجدۂ عبدیت است و دویم سجدۂ شکر است که در عبدیت او داخل شدیم۔ پس بر سجده این است که شیطان رجیم بیک ناکردن سجده به آدم علیٰ نبینا و علیه السلام راه اضلال گرفت۔ وای بر کسانیکه سجده بر معبود خودنه نمایند بنا بر فرض گردیده سجده عبدیت و سجدۂ شکر ادا باید کرد چرا که در سجده صورت نیاز حاصل است و نیاز در جناب بی نیاز مقبول و منظور۔ و دگر اینکه بی سجده مغفرت نیست۔

ظاهر دریابند کسیکه بسیار گنهگار می شود او را بر پای می اندازند پس مغفرت ازین حاصل می گردد و او تعالیٰ می نماید۔ بعدۂ ازین قعود که صورت اطمینان و راحت است بمنزل رسید می نشینند۔ اینجا تحیات و ثنا شکر الٰهی می نماید و محفوظ از مکاره می

گردد ـ و در سجود سبحان ربی الاعلیٰ برای این گفته که عرفان خویش از طین است و این مرتبۂ حضیض است و او تعالیٰ سبحانۂ از همه اعلیٰ است بر این تسبیح میگوید که اصل این خاك است باز این را عود نمودن بخاك است. و او ازهمه اعلیٰ است و این تسبیح فرشتگان ملاء اعلیٰ است و مرتبۂ خاك جمع الجمع است از همه مرتبه این مرتبه علویت داردو سلام علیک که می کند ازان عالم باین عالم آمده بفرشتگان خویش و بمقتدیان خویش می کند که بصحت و سلامت و بیافت نعمت ازان عالم باین عالم آمده سلام علیک میکند ـ

عارف باین حال در نماز مشغولی داشته مشغول می باشدلکن بعلم غیریت که عبارت از عابد و معبود است بلکه ازمرتبۂ عبودیت عروج می نماید بمرتبۂ عبودیت و گاهی از مرتبۂ ربوبیت نزول می نماید بمرتبۂ عبودیت ـ و عرفان مرتبۂ عبودیت و ربوبیت در خویشتن می نماید یعنی گاهی بعبدیت بربوبیت می آمد و گاهی ازربوبیت بعبدیت می آید. چرا که الشئُ **یعرف بالاضداد** ربوبیت مقابل عبودیت و عبودیت مقابل ربوبیت است ـ کمال ربوبیت در عبودیت معلوم می شودو کمال عبودیت در ربوبیت معلوم می شود.

چنانکه معشوق حسنِ خود را بکمال مرتبۂ خود میخواهد که ببیند و دریافت کند با جمیع لباس فاخره و آرایش

کـامـلـه کـمـال حسنِ خـود را در هر مرتبه خود می بیند بـهمین صـورت عـرفـان عبـدیـت و ربوبیت است برای همین حضرت صلی اللـه علیه و الهٖ وسلم در قیـام و در رکـوع و در قـعود تـاخیر میکـردچون حسن و آرایش ِ ربوبیت و عبودیت ِ خود را میدیدو حـال بـر آنجناب غالـب می شد تحیر دست میداد و نمیخواست که ازان حال بیرون آیند چنانکه حسین حسنِ خود را می بیند و او را تـحیـر دسـت مـی دهـد و تادیر خود را می بیند و شوق لقای خود خود را می رباید۔

حالا **نماز عاشقان** بیان می کند۔ اول چون تحریمه نموده دسـت بستـه پیش معبود حقیقیِ خود سر افگنده استاده تمامی هستـی ِ خـود را فـدای او مـی سـازد۔ همه خواهشات و حرکات و افـعـالِ غیـریـت بـرخـویـش حـرام گردانیده تحریمه می بندد و متـوجـه ایثـار و فـدای هستـی ظـاهـر و باطن خویـش می شود و حـاضـر است هرچه خواهی بکن۔ بعد ازان بحمد و ثنای وی می پوید که عبارت ازسورهٔ فاتحه و ضم سوره هست۔درمیان سورهٔ فـاتـحـه و ضـم سـوره کـه بسم اللّـه میخوانند برای همین کـه تـفـصـیـل درمیـان وحدت و واحدیت باشد خواه در مرتبهٔ وحدت هلاك کنی خواه در مرتبهٔ واحدیت هلاك کنی حاضر است۔

باز در رکوع می شود سرِ خود را می افگنده پیشِ وی که سـرم قـربـانِ حـکـم و رضـای تـو۔ باز به سجود می رود ۔ سرِ نیازِ

خود را بر زمین می افگند که قدمگاه معشوقِ حقیقی است میخواهد که نثار نماید یعنی سر خود را نثار می کنم باز قعود می نماید ۔ بسجدۂ دیگر می رود۔ بہمین نیت بہمین حالت نماز تمام میکندو تمام آنزمان شود که سرش و جانش مقبول باری تعالیٰ شود و نثار او گردد۔ چنانچه **سید الشہدا** علیه السلام در ظاهر و باطن ادامی نمود۔ به برکت آنجناب پاك اگر کسی مداومت باین طور خواهد کرد اورا نیز در کدام مرتبه این نعمت حاصل خواهد شد ۔خواه در ظاهر خواه در باطن۔

پنجم نماز بلحاظ کُنتُ کنزاً مخفیاً باین طور که مرتبۂ اولیٰ که هنوز قصد عبادت نه کرده است مرتبۂ کنز مخفی دارد و هر گاه که قصد عبادت کرد صورت خلق گردید۔ حکم عبادت که **ما خلقت الجن و الانس لیعبدون** آیت کریمه است برو جاری شد ۔ لیکن عبادت صرف عبادت نباشد بلکه بدلیل این کلام قدسی **کُنتُ کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اُعرف فخلقتُ الخلق** پس در ضمن خلق عرفان ذات و صفاتِ خود می نماید بعرفان این حال در قیام و رکوع و سجود و قعود و تحیت و ثنا نماید و عارف خود خود می باشد۔

ششم بلحاظ مرتبۂ احدیت و واحدیت و وحدت۔قیام احدیت رکوع واحدیت سجود وحدت باین طور لحاظ کرده نماز تمام کند۔

هفتم بلحاظ قیام سدرة المنتهیٰ و رکوع بمرتبه عرش که در رکوع آفرینش اوست و ذکرش همان است که بالا گذشت یعنی **سُبحَانَ رَبّی العَظِیم** و سجود مقام کرسی و ملاء اعلیٰ و لوحِ محفوظ به تسبیح **سبحان ربی الاعلیٰ** تمام کند۔ فقط

تمام شد

اردو ترجمہ

اسرار الصلوٰۃ

:\designs\bismila.jp
not found.

نماز کو جان لو۔ نماز سات طرح کی ہے۔

پہلی زاہدوں کی نماز، جو محض عادت کے طور پر ادا کی جاتی ہے اور اس سے عبادت کے عمل کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

دوسری عابدوں کی نماز کہ اس میں عبادت کا فائدہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد بھی لیکن نہ عرفان حاصل ہوتا ہے نہ اس کے علاوہ کچھ اور۔ کیونکہ دو وجود، یعنی ایک معبود اور دوسرے عبد، کے ہونے سے غیریت باقی رہتی ہے۔

تیسری نماز عارفوں کی ہے کہ معبود کی پہچان نماز کی کیفیت اور اس کے اسرار حاصل ہوتے ہیں۔

چوتھی عاشقوں کی نماز کہ اس سے محبوب کی رضا اور ہستیٔ ظاہری اور باطنی کی فنائیت حاصل ہوتی ہے۔

پانچویں نماز کُنتُ کنزاً مخفیاً کے مطابق قیام ورکوع وسجود و قعود۔

چھٹی نماز احدیت، وحدت اور واحدیت کے مرتبے کے مطابق قیام، رکوع اور سجود ہیں۔

ساتویں نماز سدرۃ المنتہیٰ میں قیام، رکوع اور اس کی تسبیح عرش کی طرح، سجدہ اور اس کی تسبیح مقام کرسی اور ملاء اعلیٰ کے مطابق اور قعود لوح محفوظ کے مطابق جس میں فرشتے یعنی کراماً کاتبین ساتھ ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

اب نماز سے حاصل ہونے والے فائدے کا بیان کیا جاتا ہے۔ عابدوں اور زاہدوں کی نماز کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

عارفوں کی نماز

چوں کہ عابد وحدۃ وجود کے طریقے سے یا وحدۃ شہود کے مطابق معبود حقیقی کے وجودِ واحد کی پہچان رکھتا ہے اور اپنی پہچان کے مطابق عبادت کی ادائیگی کرتا ہے تاکہ ذات وصفات وافعال کا اجمالی اور تفصیلی عرفان اپنی ذات میں اور اپنی ذات کے باہر دیکھ سکے، کبھی اکیلے میں، کہ یہ مقام فردیت ہے اور کبھی جماعت میں، کہ یہ مقام کثرت ہے۔ ساتھ ہی اس کی وجہ سے نماز کی کیفیت حاصل ہو سکے جو دراصل عبدیت کے مرتبے کی ربوبیت کے مقام تک رسائی ہے۔ اور نماز کے اسرار کا مشاہدہ قیام ورکوع وسجود وقعود میں کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کو اپنے بندوں کے لیے فرض اور افضل عبادت قرار

دیا ہے کیونکہ اس عبادت میں تمام مخلوقات کی عبادت کا اجتماع ہے۔

دنیا کی مخلوقات تین قسم کی ہیں۔ حیوانات، نباتات اور جمادات اور دنیا سے اوپر کی مخلوقات فرشتے وغیرہ ہیں جن کے بارے میں سب جانتے ہیں۔ یہ سب عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ چنانچہ قیام، پیڑ پودوں کی شکل ہے اور رکوع، جانوروں کی صورت ہے۔ سجود اور قعود جمادات کی حالت ہے۔ فرشتوں میں سے بہت سے قیام کی حالت میں ہیں، بہت سے رکوع میں بہت سے سجدے میں اور بہت سے قعدے میں۔ اس اعتبار سے افضل ترین عبادت وہی ہوئی جس میں ان تمام عبادات کی ادائیگی ہو جائے۔

نماز کی فرضیت کی وجہ، عبدیت کے مرتبے کی ربوبیت کے مقام تک رسائی ہے۔ سالک کو سالکِ عارف ہونا چاہیے جو عرفان کی راہ پر چلنے والا ہوتا ہے۔ حالانکہ سفر (چل کر) طے نہیں ہوتا مگر قیام کی حالت گویا سفر کی پہلی منزل (یعنی کھڑا ہونا) ہوتی ہے اور قیام کی حالت میں عظمت کی شکل دکھائی دیتی ہے۔

راہ پر چلنے والا عبدیت یعنی بندگی کی منزلوں کی جانب سے ربوبیت کے مرتبے تک پہنچتا ہے تو راستے کے تقاضے کے مطابق بہت ریاضت و مجاہدہ کرنے کی وجہ سے جھک کر رکوع کی حالت میں ہو جاتا ہے۔ اسی حالت میں قیام کی حالت میں حاصل ہوئی اپنی عظمت دکھائی دیتی ہے تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کی تسبیح میں مصروف ہو جاتا ہے۔ گرچہ یہ عظمت نہیں تھی مگر حق سبحانہٗ

تعالیٰ رکوع کی حالت میں ہوئے ریاضت ومجاہدے کی وجہ سے رکوع سے فراغت عطا کرتا ہے تاکہ راحت محسوس ہو اور دوبارہ قیام کی حالت دکھائی دیتی ہے تاکہ عرفان کے سفر کے لیے تیار رہے۔ اسی لیے اس مرحلے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ نہیں کہا کہ یہ تسبیح عرش ہے۔ چونکہ عرفان عرش حاصل ہوا اسی لیے سالک عرش کی صورت اختیار کرکے (جھکا ہوا) اس تسبیح کا ورد کرتا رہا۔

اس کے بعد سجدہ کی حالت میں گیا اور سجدہ بھی جو دوبار کیا تو پہلا سجدہ بندگی کا ہے اور دوسرا شکر کا کہ اس کی بندگی میں داخل ہوئے۔ سجدے کا راز یہ ہے کہ شیطان رجیم حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو ایک سجدے کے نہ کرنے سے گمراہی کا شکار ہوا۔ افسوس ہے اس پر جو اپنے معبود کو سجدہ نہ ادا کرے اسی وجہ سے سجدۂ عبدیت یا بندگی فرض ہوا۔

سجدہ شکر اس لیے ادا کرنا چاہیے کہ سجدے میں نیاز یعنی محتاجی کی حالت ہوتی ہے اور محتاجی کی حالت اس ذات بے نیاز کے یہاں بہت مقبول اور منظور ہے۔ یہ بھی ہے کہ بغیر سجدے کے مغفرت نہیں۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی بہت قصوروار ہو اور پیروں پر گر جائے تو اس کو معافی مل جاتی ہے، یہی صورتحال وہ ذات عالی بھی دکھاتی ہے۔ اس کے بعد ہی قعود ہوتا ہے جو اطمینان اور راحت کی صورت ہے گویا کوئی منزل پر پہنچ کر بیٹھا ہو۔ یہاں

درودوسلام وثناوشکرالٰہی پیش کرتے ہیں کہ مکروہات یعنی ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہے۔سجدے میں سُبحَانَ رَبِّی الاعلیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں خوداپنی حقیقت معلوم ہوتی ہے، جومٹی ہے،اور یہ انتہائی پستی کا مرتبہ ہے اور وہ ذات پاک سب سے بلند ہے۔

اس تسبیح کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ(انسان) کی حقیقت مٹی ہےاور پھر اس کومٹی میں مل جانا ہےاوروہ ذات سب سے اونچی ہےاور یہ تسبیح ملاءاعلیٰ کے فرشتوں کی تسبیح ہے۔خاک یامٹی کامرتبہ جمع الجمع ہےاورتمام مراتب سے یہ مرتبہ بلندی کا حامل ہے۔پھر جوسلام علیک کہاجاتا ہےوہ اُس عالم سے اِس عالم میں لوٹنے پراپنے فرشتوں اور دیگرمقتدیوں کوکرتے ہیں کہ صحت وسلامتی کے ساتھ نعمت پاکراُس دنیا سے اِس دنیا میں واپس آکرسلام علیک کرتے ہیں۔

عارف اسی کیفیت میں نماز ادا کرنے میں منہمک رہتا ہےلیکن غیریت کاعلم تو عابد ومعبود سے ہی ہو جاتا ہے۔ بلکہ عابدمرتبہ عبودیت سے بلند ہوکرمرتبہٗ ربوبیت تک پہنچتا ہےاور کبھی مرتبہٗ ربوبیت سے نیچے اتر کر مرتبہٗ عبودیت پرآتا ہے۔مرتبہٗ عبودیت وربوبیت کی پہچان بھی اپنے آپ میں ہوتی رہتی ہے، یعنی کبھی عبدیت سے ربوبیت اور کبھی ربوبیت سے عبدیت آتی ہے۔الشئی یعرف باالاضداد (چیزاپنی ضد سے پہچانی جاتی

ہے)کے قاعدہ سے ربوبیت عبدیت کے، اور عبدیت ربوبیت کے مقابلے میں ہے۔ کمال ربوبیت عبودیت میں اور کمال عبودیت ربوبیت میں پہچانی جاتی ہے۔

جیسا کہ معشوق اپنے حسن کو اپنے مرتبے کی بلندی پر پہنچ کر خود ہی دیکھنا چاہتا ہے اسی طرح سے عبودیت اور ربوبیت کی معرفت بھی ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ قیام و رکوع اور قعود میں تاخیر کرتے۔ جب ربوبیت و عبودیت کا حسن اور سجاوٹ خود میں دیکھتے اور اس کی کیفیت آنجناب پر غالب ہوتی تو حیرت کا عالم ہوتا اور دیر تک اپنی کیفیت کا مشاہدہ کرتے اور خود کو خود دیکھنے کا شوق غالب آجاتا۔

عاشقوں کی نماز

اب عاشقوں کی نماز کو سمجھو۔ سب سے پہلے جب عاشق تحریمہ کہہ کر اپنے معبود حقیقی کے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے پیش ہوتا ہے تو اپنی پوری ہستی کو اس کے اوپر فدا کر دیتا ہے۔ اپنی ساری خواہشات و حرکات و افعال کو جن سے غیریت پیدا ہوتی ہے خود پر حرام کر لیتا ہے۔

تحریمہ باندھتے ہی پوری توجہ، ایثار کے ساتھ اپنی ظاہری اور باطنی ہستی کو فدا کر دیتا ہے اور حاضر رہتا ہے کہ جو چاہو سو کرو۔

اس کے بعد اس کی حمد و ثنا میں تگ و دو کرتا ہے یعنی سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملاتا ہے۔ سورۂ فاتحہ اور دوسری ملائی جانے والی سورۃ کے درمیان جو بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے وہ اس لیے کہ وحدت اور احدیت کے بیچ ایک دوری ہو جائے۔ یعنی وہ حاضر ہے، خواہ وحدت کے مرتبے میں ہلاک کر یا احدیت کے مرتبے میں۔ پھر رکوع کی حالت میں ہو کر اپنا سر اس کے آگے جھکاتا ہے کہ تیرے حکم اور تیری مرضی کے آگے میرا سر قربان ہو۔ پھر سجدے میں جاتا ہے اور نیازمندی سے اپنا سر زمین پر رکھتا ہے۔ جو اس معشوق حقیقی کی قدم گاہ ہے۔ چاہتا ہے کہ نثار ہو جائے یعنی اپنے سر کو قربان کر دے۔ پھر قعود کر کے دوسرے سجدے میں جاتا ہے۔ اس جذبے اور اسی حالت میں نماز مکمل کرتا ہے۔

نماز تب پوری ہوتی ہے جب اس کا سر اور اس کی جان اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو اس پر قربان ہو جائے۔ جیسی نماز سید الشہدا علیہ السلام نے ظاہری اور باطنی طور پر ادا کی۔ آنجناب پاک کی برکت سے اگر کوئی ہمیشہ اسی طور سے ادا کرتا رہے تو وہ بھی ظاہری یا باطنی طور پر یہ نعمت کتنی بار حاصل کر لے گا۔

پانچویں نماز

پانچویں نماز کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً کے مطابق اس طرح ادا کرے کہ

پہلے مرحلے میں جب عبادت کا ارادہ نہیں کیا ہے کنزمخفی، یعنی چھپے ہوئے خزانے کا مرتبہ رکھتا ہے۔

جب بھی عبادت کا ارادہ کرتا ہے تو خلق ہو جاتا ہے اور اس پر مَاخَلَقْتُ والْجِنّ والْاِنْسَ الا لِيَعبُدُونْ کا حکم جاری ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ محض عبادت نہیں ہے بلکہ اس کلام قدسی یعنی کُنْتُ کنزاً مخفياً فاحببتُ اَنْ اَعرِفَ فَخلقتُ الْخَلْق کی روشنی میں اپنی ذات وصفات کا عرفان حاصل کرے۔ قیام ورکوع وسجود وقعود وتحیۃ اور ثنا میں اپنی پہچان حاصل کرے اور خود اپنا عارف ہوجائے۔

چھٹی نماز

چھٹی نماز احدیت و واحدیت اور وحدت کے مرتبہ کے مطابق ہے۔ احدیت کا قیام کرے، واحدیت کا رکوع کرے اور وحدت کا سجدہ کرے اور اسی طریقے پر نماز پوری کرے۔

ساتویں نماز

ساتویں نماز سدرۃ المنتہیٰ کے قیام اور عرش کے رکوع کے مرتبے کے مطابق ادا کرے کہ عرش ہمیشہ سے رکوع میں ہے اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یعنی **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ** اور سجدہ کرسی اور ملاء اعلیٰ اور لوح محفوظ کا مقام ہے جسے **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاعلیٰ** کی تسبیح کے ساتھ پورا کرے۔

رسالہ مرشدیہ

کلام قدسی قسمتُ الصلوٰۃُ بینی و بین عبدی نصفین نصفها لی و نصفها للعبد الحمد للّٰہ علیٰ نعمائہٖ و علیٰ آلائہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمدن المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم

اما بعد فقرۂ چند که مرشدِ راه دین امام جسم و جان و قبلۂ دین و ایمان مظهر خاص یزدانی کاشف اسرار معانی المقلب بشاه حکیم فرحت اللّٰه و المخاطب بحضرت شاه حسن دوست قدس اللّٰه تعالیٰ سرّہٗ العزیز و رضی اللّٰه عنهٗ با فرزندان وعقیدتمندانِ خود من قبیل دستور العمل که موجب صلاح و فلاح دارین است ، از دست خاص بتحریر آورده عنایت فرموده بودند چنانچه بیانش خواهم نوشت این عاصیِ نمک پرورده امیدوار رحمت پروردگار احقر العباد **قمر الدین حسین** تیمناً و تبرکاً آن را بتحریر آورده و نام این موسومه برساله **مرشدیه** ساختم۔

فقره اول

که بحکیم مظهر حسین صاحب مدظلهٔ ارشاد شده اینست که

بدی همه ها که در حقِ خویش بینند نا کرده انگارند و انتقام آن را حوالهٔ خداوند حقیقی کنند اگر بتوانند صبر نمایند و از انتقام او در گزرند و الا سپرد خداوند حقیقی اولیٰ است و دوستی بجز خدا و رسول علیه السلام با هیچ کس ننماید و اگر بظاهر کنند در رعایت ادای حقِ دوستی که بسیار نازك است روشند۔ چنان نکنند که جائی شکایت ادائے حقوق دوستی بمیان آید از جانب خود بلکه از طرف دیگری باشد مضایقه نیست و در میدان دوستی بسیار قدمِ مضبوط و مستحکم دارند و صادق و بی غرضانه دوستی نمایند و مطمحِ نظرِ خودهیچ غرض ندارند۔ رفته رفته اگر شود چنان باشد که بار بر دیگری نه افتد۔ و بی سوال هر چه بدست آید از کسی گرفتن بد نیست ۔

ایضاً

با دوستان سلوك چندانکه توانند بکنند و باقربائی قریبه یا بعیده بموجب آیت کریمه ادائی حقوق ضرور اشد ضرور و فرض دانند۔ حتی الوسع بعد آن یتیم و

مسافر را در بیتِ خود داشتن موجب رضای الٰہی دانند۔ و مہمان را عزیز داشتن و مہمانداری کردن مسنون و رضای الٰہی است و فقراء و مساکین را دادن و خورانیدن خیلی کار عظیم است ہرگز فراموش نسازند و گاہی تنگ نشوند۔ حتی الوسع مال و متاع خود را بیع و اجارہ دریں نکنند و تقسیم این را واجب دانند تا فساد از میان برخیزد و ادائی دین مہر را مقدم دانند، اگر توانند خواہ یکبار خواہ بدفعات۔ و آداب را بہیچ حال ازدست ندہند۔ از نعمات الٰہی این نعمتی عظیم است و محارب نفسی خود باعمل خود ہر آن و ہر زمان و ہر شب و مابین بلکہ وقت خواب ضرور در پرچہ کاغذ ہر روز کہ در تمامی روز و شب کہ چہا چہا کردۂ نوشتہ۔ ہر آن نگاہ کنند کہ چہ قدر لغو و بد و خلاف شرع واقع شدہ۔ از نگاہ کردن ندامت و انفعال کشیدہ۔ در کمی و نقصانی بد و تزاید نیک کوشند کہ ہمین نامۂ اعمال است و حتی الوسع ہیچ احسان یگانہ گرفتن مناسب ندانند و بر خود قبول نکنند اگر خدا نخواستہ وقتی پیش آید اول سعی بر آیۃ کریمہ افوض اَمری الی اللّٰہ اِنَّ اللّٰہ بصیرا بالعباد تفویض و تسلیم کارہا نمایند و منتظر فضل الٰہی باشند تا از پردۂ غیب او مسبب حقیقی چہ بر ظہور می آرد۔ خدا نخواستہ اگر

پایۂ بتدبیر تنگ آید از غیر احسان بگیرند لیکن در قوم خود اشراف و اهل مروّت و فتوّت آنکس باشد و اوراد و وضائف بر خود چندان اختیار نمایند که دوام معمول باشد و ترك نشود که فرموده آن سرور علیه الصلوٰۃ والسلام است که احب اللّٰہ عمل اُدُومها۔

ایضاً

و احتیاجِ دیگران مثل احتیاجِ خود دانند و آن را بر آرند و در رفعِ احتیاجِ خویش و بیگانه شرع را نگاه دارند و مرید و طالبِ راسخ و مخلص را در اوایل از تزویج باز دارند و بعد از حصول مرام حکم ازدواج دهند۔ و تا انجام از حضور علیٰحده نکنند و کاری محنتی بوی تفویض نمایند که نفس بیکار نباشد۔ هم از کار ظاهر و هم از کار باطن اگر بیکاری نماید تاکید و ضبط نمایند و بی ادب شدن ندهند که عظمت شیخ از دل آن کم نگردد۔ و نرود که فساد عظیم درین است۔ و حالات و طریق خویش را بصاحب طریق آموزند و ظاهر سازند۔ بغیر طریق سلک هرگز نگویند و ندهند که این قسم سارق الطریقت و مردود الطریقت اکثر شده اند و می شوند و از جاهل فقیر پرهیز و احتراز دارند۔

فقره دویم

(که بمنشی عنایت حسین صاحب ارشاد شده بود اینست که)

دنیا عبارت از تعلقات است اعم این که زن و فرزند باشد یا دیگر چیز اگر تعلق بزن است همان دنیا است اگر بفرزند است همان دنیا است۔ چنانچه مثلاً کسی جا رفتن است و خاطر بکسی چیزی متعلق است که رفتن نمی تواند داند که همان دنیا است، ترك کند۔ خواه زن خواه فرزند یا آشنا کسی باشد ۔ بعدهٔ صراحتهٔ ارشاد فرمودند که دنیا من اینجا نه است که در این جا هستم ۔ فقط

سبحان اللّٰه چه صدیقیت است۔

ایضاً

ارشاد شد که ایمان بمعنی تصدیق بقلب آمدن یعنی اطمینان قلب را حاصل شود که هیچ گونه جائی حجت و تکرار بمیان نباشد۔ مثلاً کسی شعر یا کلام یا عبارت در فهمیدن اینکس نیامده است و آن را کما ینبغی فهمید و اطمینان حاصل می شود که آن آثار و علامت تصدیق است۔ همین قسم از او تعالیٰ است شانه و حبیب وی ﷺ ۔ در هر حال و هر امر تصدیق آید هر گاه این حال دست دهد۔ آن زمان بمرتبه لا خوف علیهم و لا هم یحزنون رسید۔

دیگر رقعه

(که بشاه فضل علی صاحب مرقوم بود این است)

برخوردار جان من فضل علی در ظل و فضلِ **علی** علیه السلام بود محفوظ از انچه نشاید و محظوظ از انچه باید باشند که دوست واحد و دشمن ده، بلکه ده هزار۔ لیکن مصرع

دشمن چه کند چو مہر بان باشد دوست

این همه امتحاناتِ این راه است و همه خطرات و جنگ و جدال را در بارۂ خود امتحان شمارند۔ ازین امتحان غفلت را راه ندهند۔ این میرود تا سخن این راه چه کند مردان در این مقام و در این حال چها چها خونِ جگر خورده اند و چه چه سخنهای بر خویش اختیار کرده اند۔ آن نور چشم هم درین مقام مستعد ..... بوده باشند و غفلت را باید گفت که تو از خویشتن غافل مشو و جواب از دین و دنیا باید گردد و طمع را باید گفت که طمعِ جمال دوست بکن و شهوت را باید گفت که در ازل با دوست جفت شده حالا با دیگری خفت شدن قحبه شدن است و در شرع این ممنوع و خشم برنفس باید کرد و حسد از شیطان باید نمود و کینه با نفس کمینۂ خود باید داشت و بخل در دیدن و شنیدن بغیر دوست باید کرد و مکر با دشمنان صواب است مکر با دشمنان حسب بزمین است۔ بر سبیلِ شرع و نادانی از عقل چیزی باید نمود و باعقل کل باید پرداخت یعنی تو هیچ

عقل نداری هر چه عقل بود ازان کار وان عقل مالکِ شرع خبر داده است بہمان عقل کار بکن و منع و کاهی از او دارم و وضو و تحتیۃ الوضو و صلوٰۃ تہجد ادا نمایند که اثر عظیم دارد و بتجربه در آمده و خود از این مطابق قول و فعل پیغمبر عرب صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و اہلبیتہٖ وسلم خوب است و برین همه حضور دوست بر خویشتن غالب و نگاه داشتن و هر پنج وقت که وضو کنند بقیه آبِ وضو بخورند و ازان آب استنجا می نموده باشند و لاحول و کلمه تمجید را هر وقت ورد داشتن مفید دانند۔ او تعالیٰ از همه مخالفان نجات بخشد و محفوظ که غیریت باقی است و حضور قلیل اینہمه است هر گاه او تعالیٰ فضل خود فرماید حضور غالب و حجاب غیریت رفع است۔ همه دفع زیاده دعاء ذوق و شوق در ترقی و تزاید باد و در تہجد بر کعۃ اولیٰ **اٰمن الرسول** و در ثانی آیت الکرسی خوانند۔

ایضاً

نور چشم من مد عمرهٗ۔ دیگر طلبِ عشق همین عشق است و عشق را راه دیگر نیست۔ و خود را فراموش سازند و فقیر را یاد دارند و تمام جسم و جانِ خود را جسم و جانِ فقیر دانسته مشغول باشند چندانکه این حال غالب گردد و فراموشیء خود حاصل آید۔ راه همین است انشاء اللّٰہ تعالیٰ هر چه میخواهند خواهد بود۔ و خواندن فاتحه سلاسل و مشغولی کرده باشند بحضرات حلقه

عزاسمهٔ۔ و ہر گاہ مقابل مرشد شوند دانند کہ فایض حقیقی فیض ازین چشم میدہد۔ ہیچ تردد در آن وقت پیش نکنند و شک و ریب را دخل ندہند۔ چون اشارہ فرماید چشم را بند کنند و منتظرِ انہٗ الی الحق بودہ باشند چنانچہ ظاہر میدید در باطن نیز متوجہ ہمان ذات باشند۔ بیقین نام و ہستیِ موہومِ خود و انانیت سالک محتجب این راہ اند۔ آن را دور نمایند باین نمط کہ بوقت مراقبہ خیال ناظر و منظور ہر دو دفع کنند صرف علاقہ علم بذات آن دارند۔ کہ ہمان ذات بیشک و شبہ با سایر صفات خود کہ سمیع و بصیر و علیم است موجود ہست۔ نہ ناظر را دخل نہ منظور را۔ بیقین تمام ذات حق را موجود و حاضر داند۔

ایضاً

فرمودہ بودند کہ بہر یک یارانِ من گفتہ دہند و شما نیز باین ترکیب نماز بخوانند کہ فناء کلی دست دہد۔ یعنی برزخِ خود را برزخ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام و ہستیِ خود را ہستیِ حق دانستہ نماز بخوان و آیات قرآنی کہ می خوانی لحاظ اینمعنی ملحوظ باشد کہ حضرت حق این خطاب بحضرت ﷺ و حضرت ﷺ در جواب این تسبیح و تہلیل می کنند و ہمین معنی حضرت ﷺ در فضیلتِ نماز ارشاد فرمودہ اند کہ الصلوٰۃ معراج المومنین ۔

ایضاً

این کسی خود را انا من نور اللّٰه و خلق کلهم من نوری ملاحظه نماید۔ نور همه خلق غیر این نیست ۔ این حدیث یکشغلی در همین مراقبه خواه بچشم بند خواه بچشم وا مشغول باشند ۔

ایضاً

چون بتصورِ صورتِ شیخ نشینند دو طور است یکی آن که جمله اجسامِ خود را اجسام شیخ داند و سیوای این دیگر خطرات که در ان وقت وارد شوند همه را فانی سازد و همان تصور شیخ باقی بود۔ این را فنای علمی نامند۔ و دیگر این که ذات او فانی و ذات شیخ باقی یعنی این ذات شیخ است دیگر نیست۔ پس این حرکات و سکنات که ازیں واقع می شود بطور شیخ واقع می شود۔ فقط

وروزی از دستِ مبارکِ خود نوشتند

تصورِ ذات مثلاً شخصی لحاظِ وجودِ شخص نماید آن وجود وجودِ او نیست و وجودِ شخص خود را نسبتی بخود خواهد کرد۔ یعنی وجود نیست هم چنین نام خود را۔ سمیع و بصیر و علیم و قدرت و کلام و اراده و جمیع صفاتِ خود را نسبتی بخود می کند۔ و کسی که نسبتی بخود می نماید او را هیچ تغیر کردن نمی تواند کسی که این همه را می فهمد همان ذاتِ وی است۔ پس بهمین

لحاظ تصورِ ذات باید کرد۔

دیگر رقعہ

(کہ سید معظم علی صاحب فرخ آبادی

عنایت فرمودہ بودند و ہو ہذا)

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ و آلہٖ و اہلبیتہٖ و اصحابہٖ صل اللّٰہ علیہ وسلم۔ کلمۂ چند کہ مفید دوستان و محبان خالص الاتحاد و فرزندان مریدان راسخ الاعتقاد و الانقیاد خواہد افتاد نوشتہ می شود و بعمل این رہ بجای خواہد رسید۔

اول حدیث آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام **شرف الانسان بالعلم والادب و لا بالفضۃ والذہب** دریافتہ از آداب ظاہر و باطن خود را مہذب و درست سازد۔ بعدہٗ بگفتہ کسی کہ بدست او تائب شدہ قائم و مستحکم باشد آیندہ امیدوار رحمت او سبحانہٗ تعالیٰ ماند۔ باید کہ اول بی وضو رو بروی پیران نہ رود۔ و چون حاضر مجلس شود غیر ازاستادن دست بستہ یا نشستن بہ دو زانو کہ صورت نفل است نباید نشست کہ این نوع نشست مسنون آن سرور علیہ السلام است۔ و در گفتگو آواز خود را بر آواز شیخ خود بلند نہ کند۔ و از شیخ خود گاہی بالا تر نہ نشیند۔ و بی حکم وی بجای نرود۔ و ہیچ کار نکند گو

فـرض و سنت یا واجب باشد و معنئِ الشَیخُ فِی قَومِہٖ کَالنبی فِی اُمتہٖ مـلـحـوظ دارد۔ و عـادات ظـاهـر مثل خوردن و نـوشیـدن و پـوشیـدن و خـفتـن و نشستـن و گـفتگو همـه عـادات ذاتی و صفاتی خود به نیت اتباع شیخ خود نماید نه اینکه بخواهش خود میکرده باشد۔ و رو بروی شیخ جز کـار شیخ، یا هر امری که فرماید دیگر کار عادت خود نه نـمـایـد تـا کیـد دانـد کـه خـلاف این بعمل آوردن موجب خسـران و نـقـصـان استـفاضه شمارند۔آداب باطن اینکه بـاطـن خـود را مـصـروفِ اتبـاع و مـحبتِ شیخ چندانکه تـوانـند بدارند۔ و هر قدر که مزید محبت و عقیدت خواهد بود فائده تمام حاصل خواهد شد۔

و هـر خـطـره کـه از طـرف شیـخ آیـد کـه باعث نقصان ارادت و مـحبـت بـاشـد آنـرا دفع سازد۔ و بخداوند حقیقی تضرع و زاری میکرده باشد که خدا وندا این بلا از من دور گـردان و غیر از شیخ خود هیچ کس را مقدم نداند۔ گاهی در بـزرگـی نـقـصانی اعتبار نه نماید خبر شرط از محبت غیر شیخ دل را خالی کردن ضرور اشد ضرور بلکه مـهم ایـن راه هـمین است و شیخ خود را همه بـهتر و مـهتر داند آن زمـان هـمـه فایده خواهد شد۔ بعدهٗ آمدم بر اینکه هیچ کـاری و هیـچ فـعلی و هیچ وِردی و هیچ نمازی و عملی و کتـابی بی حـکـم شیـخ خود نخواند و نه بیند و نه نماید

ورنه هیچ فایده نخواهد شد۔

غرض اینکه نظر باطن و ارادۂ خود مصروف اتباع حکم شیخ داشتن واجب و فرض دانند۔ حالا اوقاتِ خود را بگفته و نوشتۂ شیخ خود باین طور مربوط و مضبوط دارند چون اول صبح برخیزند وضو ساخته از تحیة الوضو فراغت کرده سنت فجر و فرض ادا ساخته۔ ده بار درود شریف و ده بار استغفار و ده بار کلمه طیب و سه بار **سُبحَانَ اللّٰہِ بِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَلی العَظِیم وَ بِحَمدِہٖ اَستَغفِرُ اللّٰہِ رَبّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَ اَتُوبُ اِلَیہِ وَ لَا حَولَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِی العَظِیم مَاشَاءَ اَللّٰہ کَانَ وَ مَالَم یَشاء لَم یَکُن** و سه بار یا یک بار **آیت الکرسی** خوانده بر دست فف زده بر روی آورده۔ بعدۂ بمناجات پیش خالق دست بردارند بعدۂ بمشغولی پردازند۔ اگر شیخ موجود باشد بحضور شیخ رفته و توجه گرفته مراقب شوند و الا بتصور و لحاظ برزخ و حضوری شیخ مراقب شوند تا اشراق۔ اگر کیفیت غالب آید چندانکه نشستن توانند مراقب باشند و بهتر ازین طریقه وصول الی اللّٰه نیست و نخواهند یافت۔ و فقیر تا این زمان که به سن شصت سالگی رسیده همه طریقه هارا اسیر کرده چه از اسلام و چه از هنود هیچک را فوق ازین نیافته۔

یاد خاطر دارند و نوشته و گفتۂ فقیر را اعتبار کلی

نمایند ـ و هر گاه از مراقبه فارغ شوند اگر حاجت پائخانه یـا اسـتـنـجـا بـوده بـاشد فـارغ شده وضو سـازند و تحیة الوضو ادا ساخته باز مراقب شوندا گر نفس ازمراقبه تبرّا کـنـدجـهـاد کردن اولیٰ و الا در آنوقت تلاوت قرآن کنند یـا چیـزی نـفل بگزارند۔ یا درود و استغفار را ملازم شوند کـه دریـن فـائـده عظیـم باشد مادام که چاشت شود۔ اگر عـادی بـنـماز چـاشـت بـاشـد ادا کند و اگر طعام موجود بـاشد بخورند۔ لیکن شکم سیر نخورند و نچندان گرسنه باشند۔ بعد ازان قیلوله به نیت سنت ادا کرده وقت ظـهر بـرخیـزنـد و از تـحیة الـوضو و ظـهر فارغ شده باز مراقب شـوند چندانکه نشستن توانند۔ من بعد اگر کسی از آشنا یـا دوسـت آیـد باو خاطر داری و ملاقات مرعیدارند و الّا از فرزندان و ازواج ملاقات کرده پریشانی دور ساخته باز مشـغولی مراقبه نمایند۔ بـهمین دستور از عصر تا مغرب و از مـغرب تا عشاء مراقب باید بود و اگر همت متقاضی گـردد از عشـاء تـا وقـت تـهـجـد ـ و بـعـد ادای تـهجد باز تا وقـت صبـح عـمـل بـایـد کـرد انشـاءالـلّـه تعالی تا یـک اربـعیـن بـدیـن دستـور اوقـات خـود را خـواهـند گزرانید۔ خواهند دید انچه خواهند دید۔ فقط۔

تمام شد رساله مرشدیه

اردو ترجمہ

رسالہ مرشدیہ

حدیث قدسی ہے: قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین نصفھا لی و نصفھا للعبد الحمد للّٰہ علیٰ نعما ئہ و علیٰ اٰ لا یہ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہٖ محمد ن المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ و الہ و اصحابہٖ و سلم
(ترجمہ۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ ارشاد باری تعالیٰ سنا گیا کہ میں نے صلوۃ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا۔آدھا تقسیم فرما دیا ہے،نصف میرے لئے ہے اور نصف بندے کے لئے اور درود سلام ہو۔اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ پر صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم)

امابعد۔ وہ چند ارشادات، جو ہمارے دین کی راہ کے مرشد، ہمارے جسم و جان کے امام، ہمارے دین و ایمان کے قبلہ، خاص مظہر الٰہی، معانی کے بھیدوں کے کھولنے والے، جن کا لقب حکیم شاہ فرحت اللہ ہے اور جنہیں حضرت شاہ حسن دوستؒ قدس اللّٰہ تعالیٰ سرہٗ العزیز و رضی اللّٰہ عنہٗ کہہ کر مخاطب کیا گیا، نے اپنے فرزندوں اور عقیدت مندوں کو دونوں جہان کی بھلائی اور بہتری کے مقصد سے اپنے ہاتھ سے لکھ کر عطا کیے تھے اور یہ عمل کرنے والوں کے لیے اصول اور قاعدے کی حیثیت رکھتے ہیں۔اسی لیے ان کے اس گناہ گار خادم اور پروردگار کی رحمت کے امیدوار احقر العباد قمر الدین حسین نے چاہا کہ برکت اور تبرک کے طور پر آپ کے ان ارشادات کو یکجا تحریر کر دوں اور اس کا نام رسالہ مرشد یہ رکھوں۔

فقرہ اول

یہ فقرہ جو حکیم شاہ مظہر حسین صاحب مدظلہٗ کے لیے ارشاد ہوا تھا، اس طور پر ہے:

وہ تمام ناکردہ برائیاں جو لوگوں کو اپنے بارے میں منسوب کرتے ہوئے دیکھیں اس کا بدلہ خداوند حقیقی کے حوالے کر دیں۔ بلکہ اگر ہو سکے تو صبر کریں اور اس کا بدلہ لینے سے درگزر کریں۔ اللہ کے سپرد کر دینا ہی بہتر ہے۔ دوستی خدا اور رسول علیہ السلام کے علاوہ کسی سے نہ رکھیں اور اگر ظاہری طور پر رکھیں بھی تو حق دوستی ادا کرنے کی شرائط ضرور جانیں جو بہت نازک ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دوستی کا حق ادا ہونے کی جگہ شکایت کا موقع پیدا ہو جائے۔ دوسرے کو آپ سے شکایت ہو تو کوئی حرج نہیں، اپنی طرف سے کوئی شکایت نہیں رہنی چاہیے۔ دوستی میں قدم بہت مضبوط اور مستحکم ہونا چاہیے۔ دوستی کو سچی اور بے غرض ہونا چاہیے اپنی طرف سے کوئی مقصد یا طلب نہ ہو۔ آہستہ آہستہ ایسا ہونا چاہیے کہ دوسرے پر کوئی بوجھ نہ ہو اور بے مانگے اگر کوئی چیز دے دی جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں۔

یہ بھی ارشاد فرمایا:

دوستوں کے ساتھ جتنا اچھا سلوک کر سکتے ہوں کریں لیکن دور اور نزدیک کے رشتہ داروں کے ساتھ آیت کریمہ کی روشنی میں ان کے حقوق ضرور ادا کریں اور اسے فرض سمجھیں۔ اس کے بعد جہاں تک ہو سکے یتیموں اور مسافروں کو اپنے گھر میں جگہ دینا اللہ کی خوشنودی کا سبب سمجھیں۔ مہمان کو عزیز

رکھنا اور مہمان داری کرنا سنت ہے اور اللہ کی رضا کا سبب ہے۔فقیروں اور مسکینوں کو کچھ دینا یا کھلانا بہت بڑا کام ہے اسے کبھی نہ بھولیں اور اس سے کبھی پریشان نہ ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو اس کے لیے اپنے مال یا جائداد کو نہ بیچیں نہ گروی رکھیں اور اس کے بٹوارے کو ضروری سمجھیں تا کہ آپس میں تنازعہ ختم ہو جائے۔ دین مہر کی ادائیگی کو لازم جانیں ، اگر صلاحیت ہو تو ایک بار میں ورنہ تھوڑا تھوڑا کر کے۔ادب کو کسی حال میں نہ چھوڑیں کہ یہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ ہر گھڑی ، ہر وقت ، ہر رات ، ہر دن اور انکے درمیان بھی اپنے نفس کے خلاف کھڑا رہے اور اعمال پر نگاہ رکھے۔ بلکہ سوتے وقت کسی کاغذ پر وہ سب کچھ لکھ لے جو اس دن رات میں کیا ہو۔ ہر وقت یہ خیال رکھے کہ کتنے خراب ، برے اور خلاف شرع اعمال اس سے صادر ہوئے ہیں۔ان پر غور کر کے ندامت اور شرمندگی محسوس کرے۔ برائیوں میں کمی اور اچھائیوں میں زیادتی کے لیے لگا تار کوشش کرتا رہے کیونکہ یہی نامۂ اعمال ہے۔ جہاں تک ممکن ہو کسی کا کوئی احسان نہ لے نہ قبول کرے۔ خدانخواستہ اگر ایسے حالات ہوں تو سب سے پہلے اس آیت کریمہ پر عمل کرے:

اُفوّض امری الی اللّٰہ ان اللّٰہ بصیرُ ٗ بالعباد

(ترجمہ: میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں ، بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔ المومن:۴۴)

سپردگی اور انکساری کے ساتھ کام کو انجام دیں اور اللہ کی مہربانی کے منتظر رہیں کہ وہ مسبب حقیقی غیب کے پردے سے کیا جلوہ دکھاتا ہے۔اگر خدانخواستہ تدبیر ناکام ہو جائے اور کسی کا احسان لینا ہی پڑے تو اپنی قوم کے کسی

شریف، بامروت و باحوصلہ شخص کا لیں۔ کچھ اوراد و وظائف کو معمول بنالیں اور اس کی پابندی کیا کریں، ترک نہ کریں کیونکہ آنحضرت افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

پابندی سے کیا جانے والا عمل اللہ کا سب سے پسندیدہ ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

دوسروں کی ضرورت کو بھی اپنی ضرورت کی طرح سمجھیں اور اس کو پورا کریں۔ اپنوں اور بیگانوں کی ضرورت پوری کرنے میں شریعت کا خیال رکھیں۔ مرید یا سچے اور مخلص طالب کو شروع میں شادی کرنے سے روکیں اور مقصد حاصل کر لینے کے بعد شادی کا حکم دیں۔ جب تک اس طالب کی تکمیل نہ ہو جائے اسے اپنی صحبت سے دور نہ کریں اور اسے مختلف اشغال و مجاہدے میں مصروف رکھیں تا کہ نفس ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی مصروفیات کی وجہ سے بیکار نہ رہے۔ اگر پھر بھی بیکار وقت دکھائی دے تو مضبوطی اور استقلال کا راستہ دکھائیں اور اسے بے ادب نہ ہونے دیں تا کہ شیخ کی عظمت اس کے دل سے کم نہ ہونے پائے کیونکہ اس میں بہت بڑی خرابی ہے۔ مرید کو اپنے حالات اور سفر سلوک کی مثال دے کر راہ سلوک پر چلنا سکھائیں۔ انہیں (برائیوں سے) پاک کیے بغیر سلوک کی راہ کی جانکاری نہ بتائیں نہ دیں کیونکہ اس طرح کے سارق الطریقت (راہ طریقت کے چور) اور مردود الطریقت (راہ طریقت سے نکالے ہوئے) بہت سے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

فقرۂ دوئم

منشی عنایت حسین صاحب کو اس طرح ارشاد ہوا :

دنیا تعلقات کا نام ہے، خواہ بیوی بچے ہوں یا کوئی اور چیز۔ اگر تعلق بیوی سے ہے تو وہی دنیا ہے اور اگر بیٹے سے ہے تو وہی دنیا ہے۔ تعلق کو سمجھو کہ کہیں جانا ہو اور دل کسی چیز سے لگا ہوا ہو، جو جانے نہ دے، تو جان لو کہ وہی دنیا ہے، اسے ترک کر دو، چاہے بیوی ہو یا بچے یا دوست، کوئی ہو۔ بعد میں صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ہماری دنیا یہاں نہیں ہے جہاں ہم ہیں۔ فقط۔
سبحان اللہ کیا سچی بات ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

ایمان کے معنی تصدیق کا دل سے ہونا ہے، یعنی دلی اطمینان حاصل ہو جائے اور کسی طرح کا شک وشبہ پیچ میں نہ ہو۔ گویا کوئی شعر یا کلام یا عبارت اس حد تک سمجھ میں نہیں آئی ہو۔ جب اس حد تک سمجھ جائیں اور اطمینان حاصل ہو جائے تو یہی اس کی سچائی کا ثبوت اور اس کی پہچان ہے۔ یہ اس تعالیٰ شانہٗ اور اس کے حبیب ﷺ کی جانب سے ہے کہ ہر حال اور ہر بات کی تصدیق ہو۔
جب یہ حال سامنے آئے تب جانو کہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (ترجمہ : ان لوگوں پر نہ خوف ہے اور نہ ملال) کے مرتبے تک پہنچ گئے۔

دوسرا رقعہ

جو شاہ فضل علی صاحب کو اس طرح لکھا گیا:

برخوردار، جان من فضل علی، علی علیہ السلام کے سائے اور فضل و مہربانی میں ہر موجودہ اور آنے والی پریشانی سے محفوظ رہو۔ دوست ایک ہے اور دشمن دس بلکہ دس ہزار ہیں، لیکن:

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

(دوست جب مہربان ہو تو دشمن کیا بگاڑ لے گا)

یہ سب باتیں اس راستے کے امتحان ہیں اور ان سارے خطرات و جنگ و جدال کو اپنے لیے آزمائش سمجھیں۔ جس راہ پر چل رہے ہیں اس آزمائش میں غفلت نہ برتیں۔ اس راہ میں باتوں سے کام نہیں چلتا۔ اس مقام اور اس حال میں کیا کیا خون جگر پیے ہیں اور کیسی کیسی باتیں برداشت کی ہیں۔ نور چشم آپ بھی اس مقام پر ہوشیار رہیں۔

یہاں غفلت کو کہنا چاہیے کہ خود سے بھی غافل نہ ہو اور دین و دنیا کا مقابلہ کر۔ لالچ کو کہنا چاہیے کہ دوست کے جمال کا لالچ کر۔ شہوت کو کہنا چاہیے کہ تو نے تو ازل سے دوست کے ساتھ اپنا جوڑا بنایا ہے اب کسی اور کے ساتھ سونا تو بازاری عورت کا طریقہ ہے اور یہ شریعت میں منع ہے۔ غصہ نفس پر کرے اور حسد شیطان سے کرنا چاہیے اور کینہ خود اپنے کمینے نفس سے رکھنا چاہیے، اور کنجوسی دوست کے علاوہ کسی اور کو دیکھنے سننے میں کرنی چاہیے، اور مکاری دشمنوں

کے ساتھ بہتر ہے۔شرع کے مطابق دشمنوں کے ساتھ مکر زمین کے جیسا ہے۔ (شرع کے مطابق دشمنوں کے ساتھ مکر زمین کے ساتھ دوستی ہے)۔

نادانی عقل کی مدد سے کسی چیز کی نمائش کرتی ہے لیکن عقل کل کا ساتھ ملنے پر ہی اسے سنوارتی ہے، یعنی تم حقیقتاً کچھ بھی عقل نہیں رکھتے۔ جتنی بھی عقل تمہارے پاس ہے اس کی جانکاری اس عقل کے معاملات کو جاننے والے شریعت کے مالک نے دی ہے۔ اسی عقل سے کسی کام کو کرو یا اس سے باز رہو کہ یہ عقل بھی ایک گھاس کے تنکے سے زیادہ نہیں۔

باوضو رہو اور تحیۃ وضو اور تہجد کی نمازیں ادا کرو کیونکہ اس میں زبردست تاثیر ہے جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے اور یہ خود پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ و الہٖ و اصحابہٖ و اھل بیتہٖ وسلم کے فرمان اور عمل کے مطابق بہت اچھا ہے۔ ان سب سے بڑھ کر اپنے ساتھ دوست کی موجودگی کے زبردست احساس کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھیں۔

پانچوں وقت جب وضو کریں تو وضو کے بچے ہوئے پانی کو پی جائیں، اس پانی سے استنجا بھی کر سکتے ہیں۔ ہر وقت لاحول اور کلمۂ تمجید کے ورد کرنے کو مفید جانیں۔ اللہ تمام مخالفین سے نجات دے اور محفوظ رکھے کیونکہ غیریت باقی ہے اور حضوری کی مدت تھوڑی ہے۔ اتنا ہی ہے کہ ہر بار جب وہ اپنا فضل فرماتا ہے تو حضوری غالب ہوتی ہے اور غیریت دور ہو جاتی ہے۔

دعا ہے کہ ذوق وشوق میں ترقی اور اضافہ ہو۔ نماز تہجد کی پہلی رکعت میں امن الرسول اور دوسری رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھا کریں۔

تیسرا رقعہ

میرے نور چشم، تمہاری عمر زیادہ ہو۔

عشق کا طلب کرنا ہی عشق ہے۔ عشق کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ایک ہی راستہ ہے کہ خود کو بھول جائیں اور (مجھ) فقیر کو یاد رکھیں، اپنے جسم و جان کو (مجھ) فقیر کا جسم و جان سمجھ کر تب تک (ریاضت میں) مشغول رہیں جب تک یہی حال حاوی نہ ہو جائے اور اپنے آپ سے فراموشی حاصل ہو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو چاہیں گے وہی ہوگا۔ سلسلے کے بزرگوں کا فاتحہ پڑھیں، حلقے کے لوگوں کے ساتھ شغل میں مصروف رہیں اور ہر وقت خود کو مرشد کے سامنے محسوس کریں اور جانیں کہ وہ حقیقی فایض (اللہ) اسی آنکھ کے ذریعہ فیض دے گا۔ اس دوران نہ کوئی فکر کریں نہ کسی قسم کا شک شبہ اپنے دل میں رکھیں۔ جیسے ہی اشارہ ہوا آنکھوں کو بند کر کے انۂ الی الحق (فیض ربانی) کا انتظار کریں، جو سامنے آئے وہ دیکھتے رہیں اور اپنے دل سے اس ذات پاک کی طرف متوجہ رہیں۔ سالک کے لیے اپنے نام اور اپنی نام نہاد ہستی پر یقین ہونا اور انانیت، اس راہ کا پردہ بن جاتی ہے۔ اس پردے کو اس طرح دور کریں کہ مراقبے کے وقت ناظر (دیکھنے والا) اور منظور (جسے دیکھا گیا) دونوں کا خیال خود سے دور کر دے۔ اپنے علم کا رشتہ صرف اس شک و شبہ سے پرے ذات سے رکھے جو سمیع و بصیر و علیم ہے اور اپنی تمام تر صفات کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے ساتھ نہ ناظر کا دخل ہے نہ منظور کا۔ یقین کامل کے ساتھ اس ذات حق کو حاضر جانے۔

مزید ارشاد فرمایا:

میرے سارے ساتھیوں کو بتا دیں اور آپ بھی اسی طرح سے نماز پڑھیں تاکہ فنائے کلی ہاتھ آئے۔ یعنی اپنے برزخ کو برزخ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنے وجود کو اللہ کا وجود سمجھ کر نماز پڑھیں اور جو بھی قرانی آیات پڑھیں ان کو پڑھتے وقت یہ خیال رہے کہ یہ خطاب حضرت حق نے حضرت ﷺ سے کیا ہے اور جواب میں حضرت ﷺ نے یہ تسبیح وتہلیل کی ہے اور اسی لیے حضرت ﷺ نے نماز کی فضیلت میں ارشاد فرمایا ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین۔ (نماز مومنوں کی معراج ہے)

مزید ارشاد فرمایا:

جو چاہے اپنے اندر انا من نور اللہ و الخلق کلھم من نوری (میں نور الہی سے تخلیق ہوا اور سب کچھ میرے نور سے) کا جلوہ دیکھ سکتا ہے تمام مخلوقات کا نور اس نور کے علاوہ نہیں ہے۔ مراقبے کے دوران چاہے آنکھیں کھول کر یا بند کر کے اس حدیث کے شغل میں مشغول رہیں۔

مزید ارشاد فرمایا:

جب صورت شیخ کے تصور میں بیٹھے تو طریقہ یہ ہے کہ اپنے جسم کے اعضا کو شیخ کے اعضا سمجھے۔ اس کے علاوہ جو بھی خطرات اس وقت سامنے آئیں ان کو فانی سمجھیں اور تصور شیخ ہی باقی رہے۔ اس کو فنائے علمی کہتے ہیں اور اگر ایسا ہو جائے کہ اس کی اپنی ذات فانی اور شیخ کی ذات باقی رہے اسے ذات شیخ کہتے ہیں اور دوسری کوئی صورت نہیں۔ اس دوران جو بھی حرکات و

سکنات اس سے صادر ہوں گی وہ شیخ کی حرکات وسکنات ہوں گی۔فقط۔

ایک دن اپنے دست مبارک سے لکھا کہ

تصور ذات کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے وجود میں ظاہر ہو لیکن وہ وجود اس کا نہیں بلکہ اس شخص کا وجود ہے جس سے وہ خود کو منسوب کرنا چاہتا ہے، اسی طرح اپنے نام کو بھی۔ سمیع، بصیر، علیم اور قدرت، کلام ارادہ وغیرہ اپنی تمام صفتوں کو خود سے منسوب کرتے ہیں۔ اور جس چیز کو خود سے منسوب کرتے ہیں اس میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ جو ان سب باتوں کو سمجھے وہ وہی ذات ہے۔اس لیے اسی طرح تصور ذات کرنا چاہیے۔

ایک رقعہ

جو سید معظم علی صاحب فرخ آبادی کو عنایت فرمایا یوں ہے:

نحمدهٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ و آلہٖ و اهلبیتهٖ و اصحابهٖ صل اللّٰه علیه وسلم۔

سچی محبت کرنے والے دوستوں اور پکی عقیدت رکھنے والے مریدوں کے لیے یہ چند باتیں لکھ دی گئی ہیں جن سے ان کا فائدہ ہو سکتا ہے اور ان پر عمل کر کے وہ اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔ انہیں سب سے پہلے سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث کو جاننا چاہیے کہ:

شرف الانسان بالعلم والادب و لا بالفضة و الذهب

(انسان کی عزت علم اور ادب سے ہے چاندی اور سونے سے نہیں)

پہلے ظاہری اور باطنی آداب سے اپنی تربیت کریں اور خود کو

سدھار لیں اس کے بعد ہی کسی سے یہ کہیں کہ وہ ان کے ہاتھ پر توبہ کر کے (دین پر) قائم اور (عمل کے اعتبار سے) مستحکم ہو اور اس حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار قرار پائے۔

چاہیے کہ پیروں کے سامنے بے وضو نہ جائیں اور جب ان کی مجلس میں موجود ہوں تو ہاتھ باندھے کھڑے رہیں اگر بیٹھیں تو دوزانو بیٹھیں کیوں کہ یہ نفل کی صورت ہے اور بیٹھنے کا یہ انداز حضور ﷺ کی سنت ہے۔ بات چیت کے دوران اپنی آواز پیر کی آواز سے اونچی نہ کریں نہ ہی کبھی پیر سے اونچی جگہ پر بیٹھیں اور نہ بغیر اس سے پوچھے وہاں سے کہیں جائیں نہ کوئی دوسرا کام کریں، چاہے وہ فرض سنت یا واجب ہی کیوں نہ ہو۔

اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ **الشَیخُ فِی قَومِہٖ کَالنبی فِی اُمتہ** (کسی قوم کے درمیان اس کے پیر کی حیثیت ویسی ہی ہے جیسی کسی امت کے درمیان ایک نبی کی)۔ اپنی تمام ظاہری ذاتی وصفاتی عادات، مثلاً کھانا، پینا، کپڑے پہننا، سونا، بیٹھنا یا بات چیت کرنا وغیرہ میں اپنے پیر کی پیروی کی نیت رکھیں اپنی خواہش یا مرضی کے مطابق نہ کریں۔ پیر کے سامنے ان کے یا ان کے بتائے ہوئے کام کے علاوہ کسی دوسرے کام میں نہ لگ جائیں۔ اس بات کو تاکید سمجھیں اور اس کے خلاف عمل کرنے کو فیض کے حصول میں کمی یا نقصان کا سبب سمجھیں۔ باطنی آداب یہ ہیں کہ دل کو پیر کی محبت اور اتباع میں جتنا زیادہ مصروف رکھ سکتے ہوں رکھیں۔ یہ محبت اور عقیدت جتنی زیادہ ہوگی فائدہ بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

ہر وہ اندیشہ جو پیر کی طرف سے دل میں آئے وہ نسبت اور محبت کے نقصان کی وجہ ہوگا اس کو دل سے دور کر دیں۔ خداوند حقیقی سے گڑگڑا کر دعا کریں کہ اس بلا کو ان سے دور رکھے اور اپنے پیر سے زیادہ کسی کو اہم نہ سمجھیں۔ ان کی بزرگی میں کبھی کسی کمی کا گمان نہ کریں۔ اس راستے میں دل کو پیر کے علاوہ کسی اور کی محبت سے خالی رکھنا ضروری ہے بلکہ سب سے ضروری یہی ہے۔ اپنے پیر کو ہی اپنے زمانے میں سب سے اچھا اور بڑا سمجھیں اس کا بہت فائدہ ہوگا۔

اس کے بعد یہ بتا دوں کہ کوئی کام، کوئی فعل، کوئی ورد، کوئی نماز کوئی عمل اور کوئی کتاب اپنے پیر کے حکم کے بغیر نہ پڑھے، نہ دیکھے نہ کرے، ورنہ کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنے دل اور اپنے ارادے کو اپنے پیر کے حکم کی پیروی میں لگائے رکھنا واجب اور فرض جانیں۔ اسی وقت سے اپنے معمولات کو اپنے شیخ کی بتائی ہوئی یا لکھی ہوئی باتوں سے پوری طرح جوڑے رہیں۔

جب صبح سویرے جاگیں تو وضو کریں اور تحیۃ الوضو پڑھ کر فجر کی سنت اور فرض ادا کریں۔ دس بار درود شریف، دس بار استغفار، دس بار کلمہ طیب اور تین بار سُبحَانَ اللّٰہِ بِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَلِی العَظِیم وَ بِحَمدِہٖ اَستَغفِرُ اللّٰہِ رَبّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَ اَتُوبُ اِلَیہِ وَ لَا حَولَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِی العَظِیم مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَ مَالَم یَشَاء لَم یَکُن اور تین بار یا ایک ہی بار آیت الکرسی پڑھ کر ہاتھ پر پھونکیں اور ہاتھ کو چہرے پر پھیر

لیں۔اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر اپنے خالق کے آگے دعا میں مشغول ہو جائیں۔اگر پیر موجود ہو تو اس کے پاس جائیں، توجہ حاصل کریں اور مراقب ہو جائیں دوسری صورت میں اپنے پیر کے تصور میں ان کی برزخ اور حضوری کا خیال کرتے ہوئے اشراق کے وقت تک مراقبہ کریں۔اگر کیفیت طاری ہو تو جب تک بیٹھ سکیں بیٹھیں۔وصول الی اللہ کے لیے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ہے نہ ملے گا۔یہ فقیر اس ساٹھ سال کی عمر میں تمام طریقوں پر مہارت حاصل کر چکا ہے، چاہے اہل اسلام کے ہوں یا اہل ہنود کے، لیکن اس سے بہتر کوئی نہ ملا۔

یاد رکھیں اور اس فقیر کے کہے یا لکھے پر پورا بھروسا کریں۔جب بھی مراقبہ سے فارغ ہوں اگر پیشاب پاخانے کی حاجت ہو تو فارغ ہو کر وضو کر لیں اور تحیۃ الوضو ادا کر کے پھر سے مراقب ہو جائیں۔اگر نفس مراقبے سے بیزاری ظاہر کرے تو اس سے جہاد کرنا افضل ہے۔چاہیں تو اس وقت تلاوت قران یا دوسری نفلی عبادت کر لیں۔یا چاشت کے وقت تک درود واستغفار کا معمول بنا لیں، اس میں بہت فائدہ ہے۔اگر چاشت کی نماز کی عادت ہے تو ادا کریں۔اگر کھانے کی چیز موجود ہو تو کھا لیں لیکن نہ تو بھر پیٹ کھائیں اور نہ بھوکے رہیں۔اس کے بعد سنت کی نیت سے لیٹ کر آرام کریں۔

ظہر کے وقت اٹھ کر تحیۃ الوضو اور ظہر کی نماز سے فارغ ہوں اور جتنی دیر بیٹھ سکیں مراقبہ کریں۔اگر کوئی جان پہچان والا یا دوست ملاقات کو آجائے تو اس سے ملیں اور اس کی خاطر داری کریں۔بیوی بچوں سے ملیں ان کی کوئی

پریشانی ہو تو اسے دور کریں پھر مراقبے میں مشغول ہو جائیں۔اسی طرح سے عصر سے مغرب اور مغرب سے عشاء کے دوران مراقب رہیں۔ اگر ہمت ساتھ دے تو عشاء سے تہجد کے وقت تک،اور تہجد ادا کر کے صبح ہونے تک اسی طرح عمل کریں ، انشاء اللہ تعالیٰ اگر چالیس دن اسی طریقے سے اپنا وقت گزاریں گے تو جو دیکھنا چاہتے ہیں دیکھ لیں گے۔فقط۔

تمام شد

مطبوعات خانقاہ منعمیہ

پٹنہ سٹی، بہار

۱۔ اوراد شرفی - مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری (اردو ترجمہ)

۲۔ مکتوبات حسنیہ - مخدوم شاہ حسن علی منعمی عظیم آبادی (اردو ترجمہ)

۳۔ اخبار الاولیا - قاضی اسمعیل قدیمی (اردو ترجمہ)

۴۔ اسرار قمریہ - ملفوظات اعلیٰ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین منعمی
جامع حضرت سید شاہ عطا حسین فانی

۵۔ فائض البرکات - ملفوظات حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات ابو العلائی
جامع اعلیٰ حضرت

۶۔

۷۔ An Introduction to - **KHANQAH MUNEMIA**

ASRAR-US- SALAT
&
RESALAH MURSHIDIA
Published By
Khanqah Munemia Qamaria
Mitan Ghat, Patna City(Bihar)- 800 008
ISBN
₹: 50/-
Eram Publishing House, Patna -4